Rev. Shafeeq Masih Gill P.

بائبل کی

مُصدّقہ پیشینگوئیاں

مُصنّفہ

جارج ٹی۔ بی ڈیوس صاحب

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی۔ انارکلی۔ لاہور

CamScanner

بائبل کی مُصدّقہ پیشگوئیاں

مُصنّفہ

جارج ٹی۔ بی ڈیوس

مُترجمہ

آئی۔ اے۔ چراغ دین ہالنس
(بی اے، ایل ایل بی)

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

بار اوّل　　سنہ ۱۹۵۸ء　　تعداد ۱۰۰۰

فہرست مضامین

دیباچہ

مستقبل کے واقعات کی صحیح پیشین گوئی خُدا کے کلام کی اصلیت اور خُدا کی موجُودگی کی سب سے بڑی شہادتوں میں سے ایک ہے۔ صدیوں پیشتر ایک واقعہ کی پیشین گوئی کرنا اور بعدہٗ اُسکی تکمیل کی صحیح تصویر دیکھنا الٰہی طاقت کا ایسا بیّن ثبُوت ہے جس کی تردید ناممکن ہے۔

خُداوند تعالےٰ خود انسان کو اپنی قدرت دکھانے کے لئے اس شہادت کا اظہار کرتا ہے۔ یسعیاہ ۴۱ باب کی ۲۲ سے ۲۹ آیات میں خُداوند تعالےٰ خود اپنے نبی کی معرفت اپنی عظمت اور برتری کے ثبُوت میں آئندہ واقعات سے متعلّق پیشین گوئیاں بیان کرتا ہے اور غیر اقوام کے دیوتاؤں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ بھوتوں کے ذریعے اپنی طاقت کا اظہار کریں۔

خُداوند یسُوع مسیح نے بھی اپنے پیروؤں کے ایمان کو مضبُوط کرنے کے لئے مستقبل کے متعلّق پیشین گوئیاں کیں۔ جس رات وہ پکڑوایا گیا اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا "اور اب مَیں نے یہ سب باتیں پوری ہونے سے پہلے ہی تمہیں بتادی ہیں تاکہ جب پوری ہوں تو تم یقین کرو"

پرانے اور نئے عہدناموں میں بہت سی پیشین گوئیاں ہیں جو سینکڑوں اور ہزاروں سال کے بعد حرف بحرف بالکل صحیح طور پر پوری ہوئی ہیں۔ اِس

کتاب میں چند نبوتوں کا ذکر ہے کہ وہ بعد کی صدیوں میں کس طرح بتدریج پوری ہوئیں اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبوت کے الفاظ کی رُو سے اب موجودہ زمانہ میں اُن مقامات کی کیا حالت ہے، جن کا ذکر نبوتوں میں کیا گیا ہے۔

یہ سب شہادت ناقابلِ تردید ہے۔ یہ مادہ پرستی اور دہریت کی تردید کرتی ہے۔ اور بلاشک وشبہ بائبل مقدس کے الہام کو ثابت کرتی ہے اور یہ ایسا واضح اور روشن ثبوت ہے جو متلاشیانِ حق کو پوری طرح مطمئن کر دیتا ہے۔

خدا کرے قارئین نہ صرف کلام مقدس کی صحت اور اصلیت کا اقرار کریں اور الٰہی عظمت کے معتقد ہوں بلکہ وہ یقینی طور پر خداوند یسوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ۔ آقا اور بادشاہ بھی تسلیم کر لیں۔

مَیں مسٹر بیومانٹ کے تعاون کے لئے اُن کا بہت شکر گزار ہوں، جنہوں نے اس کتاب کا مواد اکٹھا کرنے میں میری بہت مدد کی مسٹر بیومانٹ ۳۵ سال یروشلم میں رہے ہیں اور فلسطین اور مصر میں آثارِ قدیمہ سے متعلق کام کرتے رہے ہیں۔ فلسطین میں میرے قیام کے دوران وہ ہمیشہ میرے ہمراہ رہے اور انہوں نے یروشلم کا ایک نقشہ بھی تیار کیا ہے، جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ یرمیاہ نبی کی نبوت کے مطابق گذشتہ نصف صدی میں یروشلم کی تعمیر کس طرح ہوئی، جس کی پیشینگوئی اب سے دو ہزار سال پہلے کی گئی تھی۔

(مصنف)

(۱)

مضبوط شہر صُور

جو

نبوّت کے مطابق برباد ہُوا

نبوّت :- "اس لئے خداوند یُوں فرمایا ہے کہ دیکھ اَے صُور مَیں تیرا مخالف ہُوں، اور بہت سی قوموں کو تجھ پہ چڑھا لاؤں گا، جس طرح سمندر اپنی موجوں کو چڑھاتا ہے۔ اور وہ صُور کی شہر پناہ کو توڑ ڈالیں گے۔ اور اُس کے بُرجوں کو ڈھادیں گے۔ اور مَیں اُس کی مٹی تک کھُرچ پھینکوں گا۔ اور اُسے صاف چٹان بنادُوں گا۔ اور وہ سمندر میں جال پھیلانے کی جگہ ہوگا۔ کیونکہ مَیں نے ہی فرمایا ہے، خداوند خدا فرماتا ہے اور وہ قوموں کے لئے غنیمت ہوگا.... اور وہ تیری دولت لُوٹ لیں گے۔ اور تیرے مال و تجارت کو غارت کریں گے۔ اور تیری شہر پناہ توڑ ڈالیں گے۔ اور تیرے رنگ محلوں کو ڈھادیں گے۔ اور تیرے پتھر اور لکڑی اور تیری مٹی سمندر میں ڈال دیں گے — اور مَیں تجھے صاف چٹان بنادُوں گا۔ تُو جال پھیلانے کی جگہ ہوگا۔ اور پھر تعمیر نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ مَیں خداوند نے یہ فرمایا ہے۔ خداوند خدا فرماتا ہے" حزقی ایل ۲۶ / ۳-۴-۵-۱۲-۱۴

تکمیل :- قدیم زمانے میں صُور بہت بڑا شہر تھا۔ اُس کے باشندے جنکو

"فونیشن" کہتے ہیں، اعلیٰ درجہ کے جہاز ران اور تاجر تھے، اور قدیم زمانے کی کھوج بین کرنے والے تھے۔ اُس وقت تمام دُنیا میں اُن کی تجارت پھیلی ہوئی تھی۔ شہر کی چار دیواری مضبوط تھی اور بحیرۂ رُوم کے مشرقی سرے پر یہ ایک اہم فوجی مرکز تھا۔

جب یشوع نے فلسطین پر حملے کے وقت بنی اسرائیل کی راہنمائی کی تو اُس وقت صُور ایک مشہور اور خوشحال شہر تھا۔ وہ "مضبوط شہر صُور" کا تذکرہ کرتا ہے۔ کئی صدیوں کے بعد صُور کے بادشاہ حُورام نے شاہ سُلیمان کو دیودار اور سرو کی لکڑی بکثرت بھیجی۔ جس سے خُداوند کی ہیکل یروشلم میں تعمیر کی گئی۔ اور پھر اس کے بھی کئی صدیاں گذرنے کے بعد حزقی ایل نبی کے زمانہ میں اُس شہر کے گُناہوں کے باعث خُداوند نے اُس شہر پر سزا کا حکم دیا۔ حزقی ایل نبی نے نبوّت کی کہ دارالسلطنت کی دیواریں اور بُرج ڈھا دیے جائیں گے۔ لیکن زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ شہر کی مٹی تک کھُرچ ڈالی جائے گی۔ پیشین گوئی کے الفاظ یہ ہیں "اور تیرے پتھر اور لکڑی اور تیری مٹی سمندر میں ڈال دیں گے"۔ یہ پیشین گوئی خلافِ معمول تھی۔ اور انسانی خیال کے مطابق اس کے پُورا ہونے کی کوئی توقع نہیں تھی۔

تیرہ سال کے محاصرے کے بعد نبوکد نضر شاہِ بابل نے صُور کو فتح کر لیا۔ اور اُس کی دیواروں اور بُرجوں کو ڈھا دیا۔ لیکن اتنے لمبے محاصرے کے بعد اُس کے ہاتھ کچھ مالِ غنیمت نہ لگا۔ کیونکہ صُور کے حاکموں نے اپنی تمام دولت ایک جزیرے میں پہنچا دی تھی۔ جو نصف میل دُور سمندر میں واقع تھا۔ نبوکد نضر نے صرف شہر کو برباد کیا اور اُسے کھنڈرات کی شکل میں چھوڑ دیا۔ یُوں نبوّت کا ایک ہی حصّہ پُورا ہُوا۔ تمام نبوّت ابھی

پوری نہیں ہوئی تھی۔ پتھر، لکڑی اور مٹی ابھی تک سمندر میں نہیں ڈالے گئے تھے۔ یہ بالکل نا قابل یقین بات تھی کہ کوئی شخص اُس برباد شدہ شہر کا ملبہ اُٹھا کر سمندر میں پھینک دے گا۔

دو سو چالیس برس اور بیت گئے اور ابھی تک اس نبوّت کی تکمیل کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ تب سکندرِ اعظم تیز گام دستوں سمیت فتوحات کے سلسلے میں مشرق کی طرف بڑھا اور شہر صُور کے جزیرہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے پھاٹکوں کو اُس کے لئے کھول دے۔ لیکن شہر کے باشندوں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا۔ کہ وہ اپنے جزیرہ نما قلعہ میں بالکل محفوظ ہیں۔

چنانچہ سکندر اعظم نے حملے کی تجویز تیار کی۔ اُس نے دلدل میں ایک اُونچا راستہ اصل شہر سے جزیرہ تک بنایا۔ اُس نے برباد شدہ شہر کے "پتھر" "لکڑی" اور "مٹی" لے کر اُنہیں سمندر میں ڈال دیا۔ اور اس طرح مضبوط اور سُوکھے راستے پر سے اُس کی فوجیں گزر گئیں، اور شہر پر قابض ہو گئیں۔ اس طرح وقت پر خدا کا تمام کلام حرف بحرف صحت کے ساتھ پورا ہوا۔

اور بعینہٖ اُسی صحت کے ساتھ آج ۲۵۰۰ سال گزر جانے کے بعد نبوّت کا باقیماندہ حصّہ بھی پورا ہو گیا ہے۔ نبوّت کے الفاظ یہ ہیں "وہ سمندر میں جال پھیلانے کی جگہ ہو گا ......" اور پھر تعمیر نہ کیا جائے گا۔ جزیرہ صُور (جو اس راستے کے ساتھ ریت اکٹھی ہو جانے کی وجہ سے اب جزیرہ نما بن گیا ہے) چند ہزار باشندوں کی آبادی کا ایک معمولی سا شہر ہے۔ اور اُس عظیم شہر صُور کے جسے نبوکد نضر نے برباد کیا اور سکندرِ اعظم نے سمندر میں پھینک دیا، اب کوئی نشانات قطعاً نہیں ملتے۔ سٹریبو (STREBO)

کا کہنا ہے کہ شہر صُور راسُ العین کے چشموں کے قریب اس اُونچے راستے کے تین میل جنوب کی طرف واقع تھا۔ ان مشہور چشموں سے اب تک صاف اور ٹھنڈا پانی بہتا ہے۔ جب ہم ان چشموں پر گئے تو میرے ہمراہ ایک دوست تھا، جس کی فلسطین میں تیس سال سے زیادہ کی رہائش تھی۔ اُس کا اندازہ تھا کہ ان چشموں سے تقریباً ایک کروڑ گیلن پانی روزانہ بہتا ہے اور صُور جیسے بڑے شہر کے لئے پانی کی اتنی مقدار کافی تھی۔ چشمے سمندر کے ساحل سے تھوڑے ہی فاصلے پر ہیں اور ممکن ہے کسی وقت یہ اس بحری دارالسلطنت کی چار دیواری میں واقع ہوں۔

اگرچہ پانی کی کثرت اور زمین کی زرخیزی سے قدرتی طور پر بہت فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے، لیکن شہر صُور پھر کبھی آباد نہیں ہُوا اور آج ان چشموں کے دونوں طرف کئی میل لمبا ساحل سمندر اس نبوّت کی تکمیل ہے کہ وہ سمندر میں جال پھیلانے کی جگہ ہو گا، بالکل ویسے ہی جیسے کہ حزقی ایل نبی نے ۲۵ عدد یاں پیشتر نبوّت کی تھی۔

چنانچہ یہ اُس لاثانی اور عجیب نبوّت کی تکمیل ہے جو ہزاروں سال کے بعد ہر تفصیل میں بالکل صحیح اور مکمل طور پر پُوری ہوئی ہے اور جس سے صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے، یعنی بائبل مقدّس الہامی اور خدا کا معجزانہ کلام ہے۔

دُوسری نبوّت جو صیدا سے متعلّق ہے وہ صُور کی نبوّت سے مختلف ہے۔ صیدا شام کے ساحل پر شمال میں بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

---

(۲)

قدیم صیدا

جو

اب تک آباد ہے لیکن جس پر نبوّت کے مطابق جنگوں کے نشانات ابھی تک قائم ہیں۔

نبوّت :۔ اور کہہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے، کہ دیکھ میں تیرا مخالف ہوں اَے صیدا اور تیرے اندر میری تمجید ہوگی اور جب میں اُس کو سزا دُوں گا تو لوگ معلوم کرلیں گے، کہ میں خداوند ہوں اور اُس میں میری تقدیس ہوگی۔ میں اُس میں وبا بھیجوں گا، اور اُس کی گلیوں میں خونریزی کروں گا۔ اور مقتول اُس کے درمیان اُس تلوار سے جو چاروں طرف سے اُس پر چلے گی گریں گے اور وہ معلوم کریں گے کہ میں خداوند ہوں۔" حزقی ایل $\frac{۲۸}{۲۲-۲۳}$

تکمیل :۔ صیدا کے خلاف نبوّت صُور کی نبوّت سے بہت مختلف ہے۔ صُور کے متعلق یہ نبوّت کی گئی تھی کہ وہ برباد ہو جائے گا۔ چٹان کی طرح صاف ہو جائے گا۔ اور پھر کبھی آباد نہ ہوگا۔ لیکن صیدا کے متعلق نبوّت یہ ہے کہ اُس کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہیں گی۔ اُس کے

مقتول اُس میں گریں گے اور اُن پر ہر طرف سے تلوار چلے گی۔ لیکن جس طرح صُور صفحۂ ہستی سے بالکل مِٹ جائے گا اُس طرح یہ نہیں مِٹے گا۔

موجودہ صیدا ایک خوشحال شہر ہے، جس کی آبادی بیس ہزار کے قریب ہے۔ یہ ابھی تک آباد ہے۔ حالانکہ صُور کا آخری نشان تک بھی مِٹ چکا ہے۔ لیکن اگرچہ صیدا نبوّت کے مطابق بچ تو گیا لیکن اس پر بہت بھاری مُصیبت نازل ہوئی۔ اور اس شہر کی مُفصّل تواریخ اس نبوّت کی تصدیق کرتی ہے جو اس کے متعلّق پُوری ہو چکی ہے۔

۳۵۱ قبل از مسیح یہ شہر اہلِ فارس کے ماتحت تھا۔ اس کے لوگوں نے بغاوت کی اور اہلِ فارس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب شہر کو بچانے کی تمام اُمیدیں منقطع ہو گئیں تو تقریباً چالیس ہزار شہریوں نے حکومتِ فارس کے اِنتقام اور غیظ و غضب کا شکار ہونے کی بجائے موت کو ترجیح دی۔ اُنہوں نے بیوی بچّوں سمیت اپنے آپ کو گھروں میں بند کر کے مکانوں کو آگ لگا دی اور شعلوں میں بھسم ہو کر مر گئے۔

لیکن اس دردناک واقعہ سے اُن کی مُصیبت کا خاتمہ نہ ہو سکا۔ بلکہ اس کے بعد کئی صدیوں تک اس شہر پر مصیبتیں نازل ہوتی رہیں۔ صلیبی جنگوں کے ایّام میں یہ شہر ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ مخالف قوموں کے ہاتھوں فتح ہوا اور صلیبی جنگوں میں لڑنے والے مسیحی سپاہیوں نے اسے تین دفعہ فتح کیا۔ بیشک چاروں طرف سے اس پر تلوار چلتی رہی۔

زمانۂ حال میں بھی اس شہر پر مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی رہی ہیں۔ یہاں تُرکوں اور فرانسیسیوں میں اور ترکوں اور ڈروسز (DRUSES) کے درمیان معرکہ آرائی ہوتی رہی ہے۔ اور ۱۸۴۰ء میں ترکی، فرانسیسی اور برطانوی

بحری بیڑے سے مل کر اس پر گولہ باری کی تھی۔

چنانچہ صیدا کے بارے میں ہمیں پتہ چلتا ہے، کہ صور کی طرح کیسی واضح اور نمایاں طور پر یہ نبوت حرف بحرف پوری ہوئی۔ اس نبوت کے بعد آنے والی صدیوں میں ایک دفعہ نہیں بلکہ بہت دفعہ اس کی گلیوں میں خونریزی ہوئی۔ اس کے مقتول اس کے درمیان گرتے رہے ہیں، اور چاروں طرف سے اس پر تلوار چلتی رہی ہے۔

کوئی انسان ایسی صحت کے ساتھ ان شہروں سے متعلق کوئی نبوت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی انسانی آنکھ صدیوں بعد کے واقعات کو ایسی صفائی کے ساتھ دیکھ سکتی تھی۔ آج سے ۲۵۰۰ سال پیشتر انسانی دماغ نہ کبھی یہ سوچ سکتا تھا، اور نہ نبوت کر سکتا تھا کہ شہر صور صفحۂ زمین سے مٹ جائے گا، لیکن صیدا بچا رہے گا اگرچہ آنے والی صدیوں میں اس پر رنج اور آفات ضرور آئیں گی۔ بجائے اس کے صور مصیبتیں سہے گا۔ اور صیدا اس تمام لمبے عرصے میں اُجاڑ اور ویران رہے گا۔ یہ ہے خداوند کے کلام کی معجزانہ صداقت کا قطعی یقینی ثبوت۔ "زمین اور آسمان ٹل جائیں گے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔"

(۳)

تین چیدہ شہروں کی بربادی

نبوت:۔ وہ اُس وقت اُن شہروں کو ملامت کرنے لگا، جن میں اکثر معجزے ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ اُنہوں نے توبہ نہ کی تھی کہ اے

خرازین تجھ پر افسوس ! ، اے بیت صیدا تجھ پر افسوس ! کیونکہ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر صور اور صیدا میں ہوتے تو وہ ٹاٹ اوڑھ کر اور خاک میں بیٹھ کر کب کے توبہ کر لیتے اور کفر نحوم کیا تو آسمان تک بلند کیا جائے گا؟ تو تو عالم ارواح میں اُترے گا۔ کیونکہ جو معجزے تم میں ظاہر ہوئے اگر سدوم میں ہوتے تو آج تک قائم رہتا۔" متی ۲۱ ۲۰-۲۱-۲۳

تکمیل :- خداوند یسوع المسیح کی خدمت کا بیشتر زمانہ ان تینوں شہروں یعنی کفر نحوم، خرازین اور بیت صیدا میں گذرا۔ کفر نحوم، اور بیت صیدا جھیل گلیل کے کنارے آباد تھے اور خرازین بھی ان کے قریب ہی واقع تھا۔

ان شہروں کے باشندوں پر یہ بہت بڑا احسان تھا کہ اُنہوں نے خداوند یسوع المسیح کے بہت سے معجزے دیکھے تھے اور اُس کی بہت سی عجیب باتیں بھی سنی تھیں۔ ان شہروں میں اُس نے بہت سے "عجیب" کام کئے تھے۔ اور بہت سی باتیں کہی تھیں۔ یہیں اُس نے تین شاگردوں، پطرس یعقوب اور یوحنا کو چنا تھا۔ جنہیں بارہ شاگردوں کا اندرونی حلقہ کہا جا سکتا ہے۔ کفر نحوم صرف معجزے ظاہر ہونے کی جگہ ہی نہ تھا، بلکہ یہ شہر خداوند یسوع المسیح کا گھر بھی تھا۔ متی کی انجیل کے چوتھے باب میں مرقوم ہے "اور ناصرت کو چھوڑ کر کفر نحوم میں جا بسا جو جھیل کے کنارے زبولون اور نفتالی کی سرحد پر ہے، تاکہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا، وہ پورا ہو کہ :-

زبولون کا علاقہ اور نفتالی کا علاقہ۔
دریا کی راہ یردن کے پار
غیر قوموں کی گلیل۔

یعنی جو لوگ اندھیرے میں بیٹھے تھے۔
اُنہوں نے بڑی روشنی دیکھی۔
اور جو موت کے مُلک اور سایہ میں بیٹھے تھے
اُن پر روشنی چمکی "۔

لیکن اگرچہ لوگوں نے خُداوند مسیح کے کلام اور معجزات کی بڑی روشنی دیکھی۔ تاہم اُنہوں نے توبہ نہ کی اور اُسے خُدا کا بیٹا جان کر اُس پر ایمان نہ لائے۔ اور آخر اُن کی سخت دلی کے باعث اِن تینوں شہروں پر جن میں " اُس نے عجیب کام کئے تھے۔" افسوس کیا۔ یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب خُداوند نے اِن شہروں کے خلاف سزا کا فیصلہ صادر فرمایا تو یہ بالکل خلافِ قیاس تھا۔ کہ یہ شہر کبھی تباہ و برباد ہوں گے۔

اِن شہروں کو بہت سی سہولتیں میسّر تھیں۔ یہاں کی آب وہوا اور زرخیزی کا ذکر کرتے ہُوئے ڈین فارر (DEAN FARRAR) کہتا ہے ناصرت جیسے درخت اور باغ تمام مُلک فلسطین میں اور کہیں نہ تھے"۔ جوزفس (JOSEPHUS) اپنے تعریفی بیان میں یہاں کے پانی کی مٹھاس خوشگوار آب وہوا، کھجور، انگور، سنگترے، انجیر، بادام، انار اور گرم پانی کے چشموں کا ذکر کرتے ہُوئے کہتا ہے کہ گویا اس مُلک میں رہنے کے لئے تمام موسم آپس میں مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔ اور قُدرت نے اپنی طاقت کے تمام اجزاء اس میں اکٹھے کر کے مقابلے کے لئے ایک چیلنج پیش کیا ہے۔" آگے چل کر جوزفس کہتا ہے۔" یہ شہر بہت گنجان آباد ہیں اور زمین کی زرخیزی کے باعث ان کے بہت سے دیہات کی آبادی بھی بہت گنجان ہے۔ حتیٰ کہ ان کے چھوٹے سے چھوٹے گاؤں کی آبادی بھی پندرہ

ہزار سے کم نہیں۔ کم از کم چار سڑکیں انہیں جھیل گلیل کے کناروں سے ملاتی ہیں۔ مصر سے دمشق کو جانے والے قافلے انہی شہروں میں سے گزرتے تھے۔

لیکن قدرت کے ان تمام انعامات کے باوجود کفرنحوم، بیت صیدا اور خرازین کے آلام کے متعلق خداوند مسیح کی یہ پیشین گوئی ٹل نہ گئی۔ آج کفرنحوم اور خرازین میں کھنڈرات کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور یہ شہر کئی صدیوں تک زمین کے نیچے دبے رہے ہیں۔ بیت صیدا تو زمین سے اس حد تک معدوم ہو گیا ہے، کہ جو کبھی اتنا خوشحال شہر تھا، اب ہم اس کے صحیح مقام کے متعلق بھی وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

اب ایک اور قابلِ غور بات ملاحظہ فرمایئے۔ گلیل کے کنارے پر ایک اور شہر بتریاس بھی آباد تھا۔ اگرچہ ہمارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں، لیکن ممکن ہے کہ اس شہر کے بہت سے لوگ خداوند مسیح پر ایمان لے آئے ہوں۔ بہرصورت قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس شہر پر خداوند مسیح نے افسوس نہ کیا اور یہ تقریباً دو ہزار برس کے بعد بھی اب تک آباد ہے۔ خداوند مسیح کی خدمت کے ایام میں بتریاس ایک نیا شہر تھا۔ ڈاکٹر ولیم، ایم ٹامس اپنی تصنیف "ملک فلسطین اور بائبل" میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ یہ شہر خداوند مسیح کی خدمت سے دس سال پہلے ہیرودیس انتی پاس (HEROD ANTIPAS) نے تعمیر کیا تھا اور قیصرِ روم کے نام پر اس کا نام بتریاس رکھا تھا۔ جوزفس کی نظر میں یہ بہت اہم شہر تھا۔ اور گلیل کے شہروں میں سے جتنی بار اس نے اس شہر کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی شہر کا نہیں کیا۔ اس صوبے کے تقریباً تمام دیگر شہر طیطس اور ویسپیشین (VESPASIAN) نے تباہ و برباد کر دیئے۔ لیکن رومیوں کے ساتھ الحاق کر لینے کے صلہ میں رومیوں نے اسے اپنا

دارالسلطنت بنا لیا "

مختصراً یہ کہ اِن تین شہروں کے خلاف یہ نبوّت کی گئی اور وہ تینوں برباد ہو گئے۔ بتریاس کے خلاف سزا کا کوئی حکم نہیں دیا گیا اور وہ آج خوبصورت جھیل گلیل کے کنارے پر ایک بہت اعلیٰ شہر ہے۔

"خداوند خدا تیرا کلام ابد تک آسمان پر محفوظ ہے۔"

(۴)

سامریہ کے متعلق قہر الٰہی کی نبوّت

نبوّت :۔ "اس لئے مَیں سامریہ کو کھیت کے تودے کی مانند اور تاکستان لگانے کی جگہ کی مانند بناؤں گا۔ اور مَیں اُس کے پتھروں کو وادی میں ڈھلکاؤں گا اور اُس کی بنیاد اُکھاڑ دوں گا۔" میکاہ ۱: ۶۔

تکمیل :۔ شہر سامریہ عمری بادشاہ نے تعمیر کیا جو بنی اسرائیل کے دس قبیلوں کا ایک شرپسند بادشاہ تھا۔ ۱۔سلاطین ۱۶: ۲۵ آیت میں ہم پڑھتے ہیں "اور عمری نے خداوند کی نظر میں بدی کی اور اُن سب سے جو اُس سے پہلے ہوئے بدتر کام کئے۔" عمری کے بعد اُس کا بیٹا اخی اب جانشین ہُوا۔ اُس نے بنی اسرائیل پر بائیس سال تک سلطنت کی۔ ۱۔سلاطین ۱۶: ۳۰ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمری کے بیٹے اخی اب نے جتنے اُس سے پہلے ہوئے تھے۔ اُن سبھوں سے زیادہ خداوند کی نظر میں بدی کی۔" اخی اب کی بدنام بیوی ایزبل تھی۔ جو صیدا کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ اُس نے خداوند کے نبیوں کو قتل کروا ڈالا۔ اور اسرائیلیوں کو مجبور کیا کہ بعل کی پرستش کریں جو اہلِ صیدا کا دیوتا تھا۔

چنانچہ سامریہ کے بادشاہوں اور لوگوں کے کثیر گناہوں کے باعث میکاہ نبی نے اس شہر کے خلاف مندرجہ بالا نبوّت کی۔

لیکن آخرکار جس بربادی کی پیشین گوئی کی جاچکی تھی وہ پوری ہو گئی سنہ ۱۶۹۷ء میں ہنری مانڈل (HENRY MANNDELL) سابق دارالسلطنت سامریہ کے مقام پر گیا وہ کہتا ہے (SEBASTE) قدیم سامریہ ہے۔ جو کسی زمانے میں بنی اسرائیل کے دس قبیلوں کا شاہی شہر تھا۔ جنہوں نے داؤد کے گھرانے سے بغاوت کی تھی۔ یہ شہر ایک بہت بڑے بیضوی ٹیلے پر واقع تھا۔ لیکن اب یہ تمام کا تمام باغات میں تبدیل ہو چکا ہے، اور تمام ایسے نشانات جن سے یہ پتہ چل سکے، کہ یہاں کبھی کوئی بہت بڑا شہر آباد تھا، صرف شہر کے شمال میں ملتے ہیں۔ جہاں ایک بہت بڑی مربع شکل کی جگہ کے ارد گرد ستون بنے ہوئے ہیں۔ اور مشرق کی جانب ایک مندر کے کھنڈرات باقی ہیں۔

ونڈی ویلڈی کہ (VANDE VELDE) جو گذشتہ صدی میں سامریہ گیا، اپنی تصنیف "شام و فلسطین" میں لکھتا ہے "سامریہ پتھروں کا ایک ڈھیر ہے۔ اُس کی بنیادیں اُکھڑ چکی ہیں۔ اُس کی گلیوں میں ہل چل چکے ہیں اور وہ فصلوں اور زیتون کے باغات سے ڈھکی ہوتی تھیں۔ سامریہ تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اُس کا ملبہ اُٹھا کر وادی میں پھینک دیا گیا ہے۔ اور اُس کی بنیادیں پہاڑی پر اِدھر اُدھر بکھری پڑی ہیں"۔

غور فرمائیے کہ یہ نبوّت کیسی صحت اور تفصیل کے ساتھ پوری ہوئی ہے جو معجزہ سے کم نہیں۔ سامریہ بے شک کھیت کا تودہ اور تاکستان لگانے کی جگہ کی مانند بن گیا ہوا ہے، اور اس شہر کے پتھر بھی لفظی طور پر وادی میں پھینکے جا چکے ہیں۔ اور اسکی "بنیادیں" معلوم کی گئی ہیں۔ صرف ایک غیب بین

آنکھ یہ سب کچھ پیشتر ہی سے دیکھ سکتی تھی۔ اور صرف ایک حاضر و ناظر خدا ہی اپنے نبی کی معرفت اس نبوت کے پورا ہونے سے دو ہزار سال سے بھی زیادہ پہلے پیشین گوئی کر سکتا تھا۔

---

(۵)

طاقتور اسقلون

محض ایک یاد رفتہ

نبوت :- اس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں فلسطیوں پر ہاتھ چلاؤں گا۔ اور کریتیوں کو کاٹ ڈالوں گا۔ اور سمندر کے ساحل کے باقی لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ حزقی ایل ۲۵ : ۱۶۔

"اسقلون دیکھ کر ڈر جائے گا۔ غزہ بھی سخت درد میں مبتلا ہوگا عقرون بھی کیونکہ اس کی آس ٹوٹ گئی۔ اور غزہ سے بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور اسقلون بے چراغ ہو جائے گا" زکریاہ ۹ : ۵۔

"کیونکہ غزہ متروک ہو گا۔ اور اسقلون ویران کیا جائے گا۔ اور اشدود دوپہر کو خارج کر دیا جائے گا۔ اور عقرون کی بیخ کنی کی جائے گی۔ صفنیاہ ۲ : ۴" اور سمندر کے ساحل چراگاہیں ہونگے۔ جن میں چرواہوں کی جھونپڑیاں اور بھیڑخانے ہوں گے" صفنیاہ ۲ : ۶۔

تکمیل :- قدیم زمانے کی بڑی اقوام میں سے فلسطی ایک بہت بڑی قوم تھے۔ وہ بڑے پرانے بت پرست اور یہودیوں کے کینہ پرور دشمن تھے۔ وہ

اس قدر طاقت ور تھے کہ یونانیوں نے تمام ملک کا نام اس قوم کے نام پر رکھ دیا تھا اور اس ملک کو فلسطین یعنی فلسطیوں کا ملک کہتے تھے۔

تاہم حزقی ایل نبی نے یہ نبوت کی کہ فلسطی (کریتی) صفحۂ ہستی سے کاٹ ڈالے جائیں گے۔ اور یہ نبوت حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔ فلسطی روئے زمین سے ہی نابود ہو چکے ہیں۔ مصری جو جنوب کی طرف ان کے پڑوسی تھے اب تک باقی ہیں، یہودی بھی جو مشرق کی طرف ان کے پڑوسی تھے، اب تک زندہ ہیں۔ گو چہار جانب بکھرے ہوئے ہیں لیکن فلسطی قطعی طور پر نابود ہو چکے ہیں۔

اسقلون ملکِ فلسطین کا ایک بہت بڑا اعلیٰ شہر تھا۔ ایک قدیم مورخ کہتا ہے کہ اسقلون کے بادشاہ نے بارھویں صدی قبل از مسیح میں صیدا کو فتح کیا تھا۔ صفنیاہ نبی اور زکریاہ نبی کی نبوتوں کے بعد بھی اسقلون بہت عرصے تک آباد اور خوشحال رہا۔ جب یہاں رومیوں کی حکومت تھی تو ہیرودیس نے اسے زیادہ خوبصورتی سے سنوارا اور سجایا۔ لیکن آخرکار نبوت کی تکمیل کا وقت آ ہی پہنچا۔ یہ شہر کھنڈر بن گیا اور ۱۲۷۰ قبل از مسیح میں سلطان بیبرس (BIBRAS) نے اس کی بندرگاہ پُر کروا دی۔ اُسوقت سے آج تک چھ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور یہ پُرکشش شہر بنجر اور ویران پڑا ہے۔

قدیم زمانے کے اور شہر بھی بار بار تباہ و برباد ہوئے لیکن جلد ہی پھر تعمیر بھی ہو جاتے تھے، بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہو جاتے تھے۔ لیکن اسقلون ویران اور "بے چراغ" ہی رہا ہے۔ اور یہ ہے ثبوت کلامِ مقدس کی قطعی اور یقینی صحت کا۔ ہمیں موٹر کار کے ذریعے اسقلون تک پہنچنے میں بہت وقت اٹھانا پڑی۔ لیکن آخر ہم وہاں پہنچ ہی گئے۔ اگرچہ ہمیں کئی جگہ ریت میں

دھنس جانا پڑا۔ جو کھنڈرات اب تک باقی ہیں۔ اُنہیں دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس عالیشان شہر کے بُرج اور دیواریں کتنی موٹی اور چوڑی ہوں گی۔ اس کے مقام کو بحیرہ رُوم کے ساحل پر سب سے زیادہ خوبصُورت مقام سمجھا جاتا ہے۔

صفنیاہ نبی کی باقیماندہ نبوّت کہ سمندر کے ساحل پر بھیڑخانے ہوں گے مکمل طور پر پُوری ہو چکی ہے۔ جب ہم موٹر میں ساحل کے ساتھ ساتھ شمال کی جانب شارون کے میدان میں سے گزر رہے تھے تو میں بھیڑوں کے گلّوں کی تعداد دیکھ کر جن کے پاس سے ہم گزرے تھے بہت متاثر ہوا۔ ایک جگہ میں نے دو یا تین میل کے علاقے میں بھیڑوں کے چار گلّے دیکھے اور ہم نے بچشم خود اس ڈھائی ہزار سالہ پیشین گوئی کو پُورا ہوتے دیکھا، کہ "سمندر کے ساحل چراگاہیں ہوں گے جن میں چرواہوں کی جھونپڑیاں اور بھیڑخانے ہوں گے۔"

---

(۶)

یریحو پر لعنت

آنے والی صدیوں میں کس طرح پُوری ہوئی؟

نبوّت: "اور یشوع نے اُسوقت اُن کو قسم دے کر تاکید کی اور کہا کہ جو شخص اُٹھ کر اس یریحو شہر کو پھر بنائے وہ خداوند کے حضور ملعون ہو۔ وہ اپنے پلوٹھے کو اُس کی نیو ڈالتے وقت اور اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو اُس کے پھاٹک لگواتے وقت کھو بیٹھے گا۔" یشوع ۶:۲۶

تکمیل :- ملک کنعان پر حملے کے وقت یریحو پہلا شہر تھا جو بنی اسرائیل نے فتح کیا۔ چھ دن تک لوگ ہر روز خاموشی سے شہر کی دیواروں کے اردگرد چکر لگاتے رہے۔ ساتویں دن اُنہوں نے شہر کے گرد سات دفعہ گھیرا ڈالا اور جب کاہنوں نے نرسنگے پھونکے تو لوگوں نے بڑے زور کا نعرہ مارا۔ شہر کی دیواریں گر گئیں۔ لوگ شہر کے اندر چلے گئے۔ اور ہر ایک آدمی اپنی سیدھ میں بڑھتا گیا اور اُنہوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

یریحو کی فتح کے بعد یشوع نے مندرجہ بالا لعنت شہر پر کی اور تقریباً پانچ سو سال تک یہ شہر بدیہی طور سے کھنڈر ہی بنا رہا۔ اخی اب بادشاہ کے زمانے میں حی ایل المعروف بیت ایلی نے یریحو کو تعمیر کیا۔ جب اُس نے اُس کی بنیاد رکھی تو اُس کا پلوٹھا بیٹا ابرام مر گیا اور جب اُس کے پھاٹک لگائے۔ تو اُس کا سب سے چھوٹا بیٹا سجوب مر گیا جو یشوع کی پانچ صد سالہ پیشن گوئی کے عین مطابق تھا۔

خداوند یسوع مسیح کی پیدائش سے تھوڑا عرصہ پہلے مارک انتونی نے یہ علاقہ قلوپطرہ کو دے دیا، جس نے اُسے ہیرودیس کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ ہیرودیس نے پرانے شہر سے دو تین میل کے فاصلے پر ایک عظیم الشان شہر تعمیر کیا۔ یروشلم کے شمالی چشموں سے ایک پتھریلے نالے کے ذریعے اس شہر تک پانی پہنچتا تھا۔ اس نالے کا کچھ حصّہ ابھی تک باقی ہے۔ اس کے بعد ہیرودیس کا عظیم الشان شہر تباہ ہو گیا اور اب اُس کی جگہ صرف ایک چٹیل میدان ہے، جہاں کہیں کہیں کیلے کا ایک آدھ باغ نظر آ جاتا ہے۔

موجودہ یریحو شہر ہیرودیس کے اُس پرانے شہر کے ساتھ ملا ہُوا ہے

جو تباہ ہو چکا ہے۔ وہاں کے اصل باشندے تقریباً ۴۰۰ سیاہ بدّو ہیں۔ جو مٹی کی نہایت معمولی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔

ساڑھے تین ہزار سال پہلے جو لعنت یشوعؔ نے اس شہر پر کی تھی، وہ بعد میں آنے والی تمام صدیوں میں اس شہر پہ بدستور رہی۔ جس کا زیادہ نمایاں اور صریح ثبوت یہ ہے کہ اگرچہ اس علاقہ کی آب و ہوا نہایت معتدل ہے۔ اور پھلوں میں سے انگور، سنگترہ، کیلا اور کھجور اور دیگر فصلیں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں، لیکن لعنت بدستور قائم ہے۔

---

(۷)

فلسطین کی خوشحالی کے متعلق نبوّت

ویران اور بنجر زمین کا باغِ عدن کی مانند بن جانا۔

نبوّت :۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ جس دن میں تم کو تمہاری تمام بدکرداری سے پاک کروں گا۔ اُسی دن تم کو تمہارے شہروں میں بساؤں گا۔ اور تمہارے کھنڈر تعمیر ہو جائیں گے۔ اور وہ زمین جو تمام راہ گذروں کی نظروں میں ویران پڑی تھی، جوتی جائے گی۔ اور وہ کہیں گے، کہ یہ سرزمین جو خراب پڑی تھی، باغِ عدن کی مانند ہو گئی۔ اور اجاڑ اور ویران و خراب شہر مستحکم اور آباد ہو گئے۔

حزقی ایل $\frac{36}{35-33}$ ۔

تکمیل :۔ مُلک فلسطین کئی صدیوں تک بنجر اور ویران پڑا رہا ہے۔

موسیٰ اور دیگر انبیاء نے منتخب اُمت یعنی اسرائیل کو پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر اُنہوں نے خداوند خدا کے احکام کی نافرمانی کی تو اُن کا ملک ویران ہو جائے گا۔ اور اُن کے شہر غیر آباد اور وہ زمین کی انتہا تک پراگندہ ہو جائینگے۔

اُن کی سب سے بڑی نافرمانی یہی تھی، کہ اُنہوں نے خداوند یسوع مسیح کو رَدّ کیا تھا۔ خدا کا فیصلہ اُن کے خلاف سرعت کے ساتھ دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یروشلم اور ہیکل کی بربادی۔ یہودیوں کا قتل اور تمام غیر اقوام میں اُن کی پراگندگی ثابت ہُوا۔ اور وہ مُلک جو کبھی کھلے ہوئے گلاب کی طرح تھا، تدریج ویران ہوتا چلا گیا، اور اب یہ صدیوں سے بنجر اور ویران رہا ہے۔

اس کی ویرانی کسی ایک خاص خِطے تک محدود نہ تھی۔ بلکہ یہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک یکساں تھی۔ پچاس سال سے زیادہ عرصہ ہُوا کہ مارک ٹوین (MARK TWAIN) فلسطین کی سیر و سیاحت کے لیے گیا اور جھیل حولہ (HULEA) یا میروم کے چشموں کے گرد و نواح کی ویرانی کا خاکہ اُس نے اپنے قلم سے یوں کھینچا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہر طرف تیس تیس میل کے فاصلے تک کوئی دیہات نہیں ہے۔ صرف بدّوؤں کے خیموں کے دو تین جھنڈ ہیں لیکن مستقل آبادی کہیں بھی نہیں۔ اگر انسان یہاں سے کسی جانب دس میل تک سفر کرے تو کچھ عجب نہیں کہ اُسے راستے میں ایک بھی شخص نہ ملے اس خِطے سے متعلق ایک پیشین گوئی تو درست ہے "میں ملک کو ویران اور بنجر کروں گا اور تمہارے دشمن جو تمہارے درمیان رہتے ہوں گے۔ اس پر حیران ہوں گے۔ اور میں تمہیں غیر اقوام میں پراگندہ کروں گا اور میں تم پر تلوار چلاؤں گا۔ اور تمہارے کھیت بنجر اور تمہارے شہر ویران ہو جائیں گے" اور اس جگہ اُجاڑ اور ویران عین ملاحاہ (AINMELLAHA) کے پاس کھڑے ہو کر کوئی شخص یہ

نہیں کہہ سکتا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی ہے۔

لیکن حزقی ایل نبی نبوت کرتا ہے، کہ کھنڈر تعمیر کئے جائیں گے۔ اور وُہ زمین جو اب تک ویران پڑی تھی۔ "باغِ عدن کی مانِند" ہو جائے گی۔ مارک ٹوین کی طرح مَیں بھی کہہ سکتا ہُوں کہ اگر آج کوئی شخص ملک فلسطین کو دیکھے تو وُہ کہہ سکتا ہے کہ یہ نبوت درحقیقت حرف بحرف اُس کی آنکھوں کے سامنے پُوری ہو رہی ہے۔ فلسطین میں برطانوی انتداب اور صیحُونی تحریک دونوں ان تمام تبدیلیوں کے ذمہ دار ہیں جو تیزی سے وقوع پذیر ہو رہی ہیں اور حکومت فلسطین سرعت کے ساتھ تمام ملک کے اندر شاندار سڑکیں تعمیر کر رہی ہے جب ہم موٹر میں بیٹھ کر ملک فلسطین میں اِدھر اُدھر گئے تو ہم نے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مزدوروں کے گروہ دیکھے جو پرانی شاہراہوں کو تعمیر کر رہے تھے۔ اور اُنہیں بہتر بنا رہے تھے۔ لیکن سڑکوں کی تعمیر تو اس تعمیری پروگرام کا صرف ایک حِصّہ ہے جو آج کل ترقی پذیر ہے۔ جدید نمونے کی پتھر کی عمارتیں تمام شہروں گاؤں اور دیہاتوں میں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ حیفہ اور یروشلم نہایت سُرعت سے ترقی کر رہے ہیں۔ یروشلم کی بربادی، اور یہودیوں کی پراگندگی کے بعد اب تک جو تعمیری دَور اس وقت فلسطین میں ترقی پذیر ہے۔ اُس کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔

صیحُونی تحریک دُوسرا بڑا عنصر ہے جس سے فلسطین ویران کھنڈروں سے باغِ عدن میں تبدیل ہو رہا ہے۔ فلسطین میں سب سے پُرانی یہودی بستی جافہ سے چند میل شمال کی جانب پتہ تیک آواہ (PETAH TIK AVAH) نامی ہے۔ اسے ۱۸۷۸ء میں یروشلم کے یہودیوں نے آباد کیا تھا۔ ۱۸۸۲ء میں رُوسی یہودیوں نے جافہ کے جنوب مشرق کی طرف ایک بستی بنام ریشون

لنزیون (RISHON LEZION) آباد کی جو اب سنگترے کی تجارت بڑھنے سے ایک بہت مضبوط بستی بن گئی ہے۔ جافہ کے سنگترے تمام دُنیا میں مشہور ہیں - اور سنگتروں کی منڈیاں دن دُونی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہیں۔ ۱۹۲۹ء میں فلسطین میں سنگتروں کی فصل چالیس لاکھ پیٹیاں تھی - اور ہر ایک پیٹی کا وزن ستر (۷۰) پونڈ تھا۔

آج کل تین لاکھ ایکڑ زمین جس کی مالیت پانچ کروڑ ڈالر ہے، یہودیوں کی ملکیت ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال تقریباً" ستاسی لاکھ پچاس ہزار ڈالر (امریکی سِکّہ) کی فصل کی کاشت مختلف فلسطین کی یہودی بستیوں میں کی جاتی ہے۔

ایک امریکن ۳۵ سال سے زیادہ تک فلسطین میں مقیم رہا ہے۔ یہ سوال کہ فلسطین میں یہودی آباد کاروں کا روّیہ نئے عہد نامے کے متعلق کیا ہے؟ اس موضوع پر اُس نے مجھے ایک بڑا مزیدار واقعہ سنایا۔ اُس نے کہا کہ بہت سال ہوئے حکومت برطانیہ نے ایک سپیشل کمشنر بھیجا، تاکہ وہ یہودی بستیوں کے متعلق کچھ اطلاعات فراہم کر سکے۔ وہ اس بات پر بہت حیران ہوا کہ بہت سے گھروں میں لوگوں کے پاس نیا اور پرانا عہد نامہ دونوں ہی موجود ہیں۔ اُس نے دریافت کیا کہ تم نیا عہد نامہ اپنے پاس کیوں رکھتے ہو؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ جن قوموں کا راہنما نیا عہد نامہ ہے وہ دُنیا میں سب سے زیادہ خوشحال اور فارغ البال ہیں اور ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آخر اس میں کونسی ایسی چیز ہے، جس نے اُنہیں اس قدر کامیابی بخشی ہے۔

اسڈریلان (ESDRAELON) کا میدان جو چند سال گذرے اُجاڑ، ویران اور دلدل تھا، اب اُس کا پانی خشک ہو چکا ہے۔ اُس پر ہل چلا

دیا گیا ہے۔ وہ یہودی بستیوں سے بھرا پڑا ہے، اور گلاب کے پھول کی طرح
کھل رہا ہے اور سچ مچ باغ عدن کی مانند بنتا جا رہا ہے۔

چنانچہ حزقی ایل نبی کی ڈھائی ہزار سالہ پرانی نبوّت آج نہایت صحت
کے ساتھ موجودہ نسل کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ اور ہمارے پاس کلامِ مقدّس
کے آسمانی الہام کا یہ ایسا مظاہرہ ہے جس کی تردید ممکن ہی نہیں۔ اور وہ سرزمین
جو ویران اور بنجر تھی کس طرح باغِ عدن میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے۔

"یہ خداوند کا کلام ہے اور ہماری نظر میں بہت عجیب ہے"۔

---

(۸)

موآب اور عمان کے کھنڈرات

آباد ہونے کی نبوّت

نبوّت: "اور میں موآب کو سزا دوں گا۔ اور وہ جانیں گے کہ خداوند میں ہوں۔" حزقی ایل ۲۵/۱۱

اور بنی عمون سے کہہ خداوند خدا کا کلام سنو۔ خداوند خدا یوں فرماتا ہے:-
چونکہ تو نے میرے مقدس پر جب وہ ناپاک کیا گیا اور اسرائیل کے ملک پر جب وہ اُجاڑا گیا اور بنی یہوداہ پر جب وہ اسیر ہو کر گئے اہاہا! کہا اس لئے میں تجھے اہل مشرق کے حوالہ کر دوں گا۔ کہ تو اُن کی ملکیت ہو اور وہ تجھ میں اپنے ڈیرے لگائیں گے اور تیرے اندر اپنے مکان بنائیں گے۔ اور تیرے میوے کھائیں گے اور تیرا دودھ پئیں گے۔"

حزقی ایل ۲۵ : ۳ و ۴

"باوجود اس کے میں آخری دنوں میں موآب کے اسیروں کو واپس لاؤں گا خداوند فرماتا ہے......." یرمیاہ ۴۸ : ۴۷۔

"اس لئے دیکھو وہ دن آتے ہیں، خداوند فرماتا ہے کہ میں بنی عمون کے ربّہ میں لڑائی کا ہلڑ برپا کروں گا۔ اور وہ کھنڈر ہو جائے گا۔ اور اُس کی بیٹیاں آگ سے جلائی جائیں گی۔ تب اسرائیل اُن کا جو اُس کے وارث بن بیٹھے تھے، وارث ہوگا۔ خداوند فرماتا ہے۔" یرمیاہ ۴۹ : ۲۔

تکمیل:۔ انبیاء نبوّت کرتے ہیں کہ مُلک فلسطین کی طرح موآب اور عمان پر بھاری سزا ہوگی۔ اور وُہ اپنی بدکرداریوں کے باعث ویران اور سنسان رہیں گے۔ لیکن اس کے بعد وُہ یہ بھی نبوّت کرتے ہیں کہ یہ دونوں شہر اسیری سے چھڑائے جائیں گے۔ اور آخری دنوں میں یہ پھر آباد اور خوشحال ہو جائیں گے۔ اور ڈھائی ہزار برس سے زیادہ پیشتر کی یہ نبوّتیں کیسی مکمل طور پر پُوری ہوئی ہیں۔ کئی صدیوں تک یہ مُلک ویران اور اُجاڑ رہا ہے۔ چند ایک قصبوں کے علاوہ زیادہ تر یہاں خانہ بدوش بدوؒ ہی آباد رہے ہیں۔ اور دونوں مُلکوں میں ربّہ موآب کی مانند کھنڈرات کثرت سے ہیں۔

فلسطین میں ایک مشنری اس مُلک کے حالات سے بخوبی واقف ہے۔ اُس نے کہا گذشتہ صدیوں میں مشرق کے خانہ بدوش عرب قبیلے متعدد بار بنی عمّون کے مُلک پر حملے کرتے رہے ہیں۔ اور اکثر وہاں کے اصل باشندوں کو اُن کے مُلک سے نکال دیتے رہے ہیں۔ چند سال ہُوئے وُہ وسط عرب سے ہزاروں کی تعداد میں آئے اور مُلک کو روند ڈالا۔ اگر برطانوی فوج یہاں موجُود نہ ہوتی۔ جس نے بڑی مشکل سے اُن کے حملے کو روکا تو یہاں اس مُلک کے بس چند ایک باشندے ہی باقی بچتے اور یہ حملے تو اُن جنگوں اور معرکہ آرائیوں کا ایک معمولی سا عکس ہیں جو یہاں گذشتہ صدیوں میں ہوتی رہی ہیں۔ کیونکہ وسط عرب کی اقتصادی حالت عربوں کو اس بات پر مجبُور کرتی تھی، کہ وُہ کسی دُوسری جگہ جاکر بہتر طریق پر زندگی گذاریں " وُہ تجھ میں اپنے محل بنائیں گے۔" آج کل عمان میں جو پہلے ربّہ عمان تھا۔ گذشتہ سات سال کے اندر اندر ایک محل تعمیر ہُوا ہے۔ جو عرب کے صُوبہ حجاز کے شہزادے کا ہے اور جسے برطانوی حکومت نے وہاں اُس علاقے کا بادشاہ مقرر کیا ہے جو اب شرق اُردن کہلاتا ہے۔

موآب اور عمان کے دونوں ملکوں پر کیسی سزا ہوئی، اس کے متعلق کلام مقدس میں بہت کچھ مرقوم ہے۔ یہ ملک کبھی آباد اور خوشحال تھے۔ جن میں بہت سے گاؤں اور مضبوط شہر بسے ہوئے تھے۔ خدا نے بیشک ان ملکوں کو حزقی ایل نبی کی نبوت کے عین مطابق سزا دی ہے۔

لیکن موآب اور عمان کی سزا ہمیشہ کے لئے نہیں تھی۔ یرمیاہ کے اڑتالیسویں باب میں موآب کی آئندہ خوشحالی کے متعلق نبی پیشین گوئی کرتا ہے۔ "باوجود اس کے میں آخری دنوں میں موآب کے اسیروں کو واپس لاؤں گا۔ خداوند فرماتا ہے"۔

اور انچاسویں باب میں نبی کہتا ہے کہ عمون پر بھی ایسی ہی برکت نازل ہوگی مگر اس کے بعد میں بنی عمون کو اسیری سے واپس لاؤں گا۔ خداوند فرماتا ہے۔

آج نہایت ہی قابل ذکر طریق سے یہ نبوتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔ صدیوں تک سوئے رہنے کے بعد یہ ملک تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ عمان موجودہ شرق اردن کا دارالخلافہ پرانا بنی عمون کا ربّہ ہے جسے بنی اسرائیل اور یوآب نے داؤد بادشاہ کی ہدایات کے مطابق فتح کیا تھا۔ صرف بارہ تیرہ سال پہلے عمان ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ جس کے کل باشندے صرف دو تین سو تھے، لیکن آج یہ بیس ہزار کی آبادی کا ایک آسودہ اور خوشحال شہر ہے۔ جہاں امیر عبداللہ[1] شرق اردن کا بادشاہ رہتا ہے۔

گذشتہ چند سالوں میں ان ممالک نے جس سرعت کے ساتھ ترقی کی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر جی اولف میٹ سن اپنی تصنیف "ہمارا امریکن کالونی فلسطین" (AMERICAN COLONY) میں لکھتا ہے، کہ عمان میں برطانوی حکومت کا ایک نمائندہ رہتا ہے اور برطانوی ہائی کمشنر فلسطین شرق اردن کا بھی ہائی کمشنر ہے۔ دیگر لحاظ سے اس کی حکومت فلسطین کی حکومت سے

---

[1] ان دنوں امیر عبداللہ کی موت کے بعد اس کا فرزند شاہ حسین حکمران ہے۔

بالکل علیحدہ ہے۔ ۱۹۲۸ء میں ایک نئے دستور کی رُو سے شرق اُردن کی پارلیمنٹ کے ممبران کا انتخاب ہوتا ہے۔ اور برطانوی اقتدار کے تحت ایک مستحکم حکومت، اس مُلک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی ذمہ دار ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس قدر حیران کن صحت کے ساتھ یہ قدیم پیشگوئیاں آج ہماری آنکھوں کے سامنے حرف بحرف پُوری ہو رہی ہیں۔ پہلے موآب اور عمان کو سخت سزا دی گئی تھی، جیسا کہ نبی نے نبوّت کی تھی۔ یہاں تک کہ عربوں نے یعنی "اہلِ مشرق" نے ان پر حملے کئے لیکن آج ان کی بحالی آسُودگی اور خوشحالی کی پیشین گوئی نہایت تحیر زا سرعت۔ کمال صحت اور تیقن کے ساتھ پُوری ہو رہی ہے۔

مصر اور اسور کے مابین موعودہ شاہراہ

نبوت :۔ "اس وقت مصر سے اسور تک ایک شاہراہ ہوگی اور اسوری مصر میں آئیں گے۔ اور مصری اسور کو جائیں گے اور مصری اسوریوں کے ساتھ مل کر عبادت کریں گے۔ تب اسرائیل۔ مصر اور اسور کے ساتھ تیسرا ہوگا۔ اور روئے زمین پر برکت کا باعث ٹھہرے گا۔ کیونکہ ربّ الافواج اُن کو برکت بخشے گا اور فرمائے گا۔ مبارک ہو، مصر میری اُمت۔ اسور میرے ہاتھ کی صنعت اور اسرائیل میری میراث" یسعیاہ ۱۹ / ۲۳-۲۴-۲۵

تکمیل :۔ یہ دو ہزار سالہ پرانی نبوت آج کمال صحت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ قاہرہ (مصر) اور بغداد (عراق یا قدیم اسور) کے درمیان کئی سالوں سے ایک ہوائی شاہراہ قائم ہے۔ امپیریل ایرویز لمیٹڈ کے تین انجنوں والے ہوائی جہاز مصر اور اسور کے درمیان ڈاک اور مسافر براستہ فلسطین لے جاتے ہیں۔ مصر اور اسور تک ایک "آہنی شاہراہ" کا کچھ حصہ تیار ہو چکا ہے۔ قاہرہ سے فلسطین میں حیفہ تک ریلوے لائن تیار ہو چکی ہے۔ جو مشرق کی جانب شرق اردن تک جاتی ہے۔ حیفہ سے بغداد تک ریل کی پٹڑی بچھانے کے لئے پیمائش کی جا رہی ہے اور پھر مصر سے اسور تک شاہراہ ریل بھی تیار ہو جائے گی۔ اُمید کی جاتی ہے کہ پانچ سال تک حیفہ سے بغداد تک باقاعدہ ریل گاڑیاں چلنی شروع ہو جائیں گی۔

اس طرح ہمارے زمانہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے یہ قدیم نبوت

نہایت احسن طریق پر پوری ہو رہی ہے۔

پھر نبی ملک مصر اور اسور کے لئے برکت اور رحمت کے ایک نئے دور کا ذکر کرتا ہے۔ جو ملک فلسطین کے لئے بھی ہے "اسرائیل اُن کے ساتھ تیسرا ہوگا اور رُوئے زمین پر برکت کا باعث ٹھہرے گا۔" ہم پہلے پڑھ چکے ہیں کہ کس طرح فلسطین میں ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے اور اب مصر اور اسور میں بھی یہ نبوت حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔

کئی صدیوں تک مصر بھی اپنے ہمسایہ ملک فلسطین کی طرح قدیم شان و شوکت کی یادگار رہا ہے۔ پچاس سال سے کم عرصہ ہوا کہ مصر کی کل آبادی صرف چالیس لاکھ تھی۔ لیکن آج اس کی آبادی ایک کروڑ پینتالیس لاکھ ہے، یا ڈیڑھ کروڑ سمجھ لیجئے۔ غور فرمائیے کہ ایک قوم کی آبادی نصف صدی سے بھی کم عرصے میں کیونکر تین گنا ہو گئی ہے اور موجودہ زمانے میں اس لحاظ سے مصر کے مقابلے میں ہم اور کوئی ملک پیش نہیں کر سکتے البتہ کسی ملک کے ساتھ مزید علاقہ بڑھا دیا جائے تو پھر دوسری بات ہے۔

آج مصر میں نئی زندگی اور قوت کی ایک لہر رقص کر رہی ہے۔ کچھ عرصہ گذرا کہ میں اسکندریہ (مصر) میں ہوٹل کی بالکونی میں کھڑا ہو کر نیچے سڑک پر لوگوں کی مصروفیت دیکھ رہا تھا۔ پیدل چلنے والے۔ موٹر کاریں، بسیں، کرائے کی گاڑیاں اور ٹیکسیاں اور سفید وردی میں ملبوس پولیس کا سپاہی جو ٹریفک کو کنٹرول کرتا تھا۔ یہ سب کچھ میں نے دیکھا اور میں نے محسوس کیا کہ یہ قدیم ملک اب واقعی ایک نئے دور میں سے گذر رہا ہے۔ قدیم اسور یا موجودہ عراق بھی مصر اور فلسطین کی طرح کئی صدیوں تک ویران اور ریگستان رہا ہے اور جس میں کہیں کہیں بہت تھوڑے شہر واقع تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے

بعد یہ ایک برطانوی منڈوب کے ماتحت کردیا گیا ہے۔ اور یوں خوشحالی اور آسودگی کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ عراق میں ریلوے لائن کی توسیع کی جا رہی ہے۔ اور برطانوی حکومت نے موصل سے حیفہ تک تیل لے جانے کے لئے ایک پائپ لائن کی تعمیر کا انتظام کر لیا ہے۔ سڑک کے ذریعے بغداد اور حیفہ کو ملانے کا منصوبہ بھی تیار ہو چکا ہے۔ بغداد کی آبادی ایک لاکھ ستّر ہزار ہے اور برطانوی منڈوب کی آمد کے بعد اسے سیاسی اور تجارتی اہمیت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ سلطنت برطانیہ اور شاہ فیصل کے درمیان معاہدے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ مشنری اور تبلیغی کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی جائے گی۔

زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ میں ایک بحری جہاز میں اسکندریہ سے نیپلز کو جا رہا تھا۔ میں ایک مصری وکیل سے جو پہلے قاہرہ یونیورسٹی میں پروفیسر تھا، تبادلہ خیال کر رہا تھا۔ میں نے اُسے کہا "ایک پیشین گوئی ہے کہ مصر اور اسور اور فلسطین کے سب لوگ مسیحی ہو جائیں گے"۔ اُس نے اس پر شدید اعتراضات کئے۔ لیکن جب میں نے اُس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ خداوند مسیح کی زمین پر دوبارہ آمد کے بعد ہوگا۔ تو میری حیرانی کی حد نہ رہی جب اُس نے فوراً کہا "ہاں اب مجھے آپ سے اتفاق ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ پیشین گوئی ہے کہ حضرت مسیح دوبارہ آئیں گے۔ اور ہم سب مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اُن کی پیروی کریں"۔ لیکن اس کے بعد اُس نے فوراً یہ بھی ساتھ ہی کہہ دیا کہ "ہم اُنہیں ایک عظیم الشان نبی ضرور مانیں گے، لیکن ابن اللہ نہیں"۔

کلام اللہ ہمیں بتاتا ہے کہ جب خداوند مسیح آئے گا تو یہودی اُس پر نظر کریں گے، جسے اُنہوں نے چھیدا تھا اور اُسے مسیح مان کر اُس پر ایمان لائیں گے۔ اور اُس وقت ہمارے مسلمان بھائی بھی اس حقیقت کو

جان لیں گے کہ وُہ نہ صرف ایک عظیم الشان نبی ہے بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے اور اُسکی اطاعت کریں گے اور تب یہ نبوّت مکمل طور پہ پوری ہو جائے گی "دیکھو نکہ ربّ الافواج اُن کو برکت بخشے گا۔ اور فرمائے گا" مبارک ہو۔ مصر میری اُمّت۔ اسوُر میرے ہاتھ کی صنعت اور اسرائیل میری میراث "

ادُوم کی دائمی ویرانی اور تباہی

نبُوّت :- "مَیں تجھے ابد تک ویران رکھوں گا۔ اور تیری بستیاں پھر آباد نہ ہوں گی اور تم جانو گے کہ مَیں خُداوند ہُوں"۔ حزقی ایل ۳۵ : ۹

"تیری ہیبت اور تیرے دل کے غرُور نے تجھے فریب دیا ہے۔ اَے تُو جو چٹانوں کے شگافوں میں رہتی ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر قابض ہے اگرچہ تُو عقاب کی طرح اپنا آشیانہ بلندی پر بنائے، تو بھی مَیں وہاں سے تجھے نیچے اُتاروں گا۔ خُداوند فرماتا ہے اور ادُوم بھی جائے حیرت ہو گا۔ ہر ایک جو اُدھر سے گذرے گا حیران ہو گا۔ اور اُس کی سب آفتوں کے سبب سُسکارے گا"۔ یرمیاہ ۴۹ : ۱۶ - ۱۷

تکمیل :- ادُوم کے متعلق نبُوّت میں اور فلسطین۔ موآب، عمون مصر اور اسُور کی نبُوّتوں میں ایک عجیب اختلاف ہے۔ مؤخرالذکر پانچ ملکوں کے خلاف بہت بڑی اور سخت سزا کا حکم ہُوا ہے۔ مثلاً غیر زرخیزی، تباہی اور بربادی وغیرہ لیکن ہر حُکم کے ساتھ رحم اور بحالی بھی شامل تھے۔ چنانچہ "آخری دنوں میں"۔ ان کی آبادی، آسودگی اور خوشحالی کا وعدہ بھی کیا گیا تھا۔ گذشتہ صفحات میں ہم نے دیکھا ہے کہ نبوّت کے یہ دونوں پہلو کیسے عجیب طریق سے پُورے ہوئے ہیں۔ گذشتہ ایّام میں ویرانی اور بربادی تھی اور موجُودہ ایّام میں نئی زندگی اور ترقی ہے۔

لیکن ادُوم کے متعلق نبوّت میں صرف سزا ہی سزا ہے، یعنی ابدی ویرانی اور آخری دنوں میں بحالی کا کوئی اشارہ نہیں ہے۔ اور اس پچیس صدیوں سے بھی پُرانی نبوّت کے بموجب بعینہٖ یہی حالت آج اس مُلک کی ہے۔ یروشلم میں ایک مشنری نے جو ادُوم کی سرزمین سے بخوبی واقف ہے مصنّف کو بتایا کہ جہاں پہلے کبھی لاکھوں انسان بستے تھے وہاں اب زندگی کے آثار بھی بمشکل ہی ملتے ہیں۔ اُس نے مزید بتایا کہ ہر طرف گذشتہ شان و شوکت کے بہت سے آثار ہیں لیکن کوئی مکین نہیں ملتا۔ ویرانی کا جو حکم خُداوند نے دیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے۔ اور اب ادُوم صرف کھنڈرات کا ایک شہر ہے اُس مشنری نے کہا کہ تیس سے چالیس میل تک کے سفر میں بمشکل ہی کوئی پرندہ یا کوئی جنگلی جانور نظر پڑتا ہے۔

ادُوم کا شہر "پیڑا" (PETRA) جو کہ مضبوط چٹان کو کاٹ کر بنایا گیا تھا، اب بالکل اُجاڑ اور ویران ہے۔ یرمیاہ $\frac{۴۹}{۱۶}$ میں لکھا ہے "اے تُو جو چٹانوں کے شگافوں میں رہتی ہے، اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر قابض ہے۔ اگرچہ تُو عقاب کی طرح اپنا آشیانہ بلندی پر بنائے تو بھی مَیں وہاں سے تجھے نیچے اُتاروں گا۔ خُداوند فرماتا ہے"۔

جان ارکوہارٹ "پیڑا" کی گذشتہ شان و شوکت اور عظمت کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے، کہ "پیڑا" پتھر کا شہر بائبل کا سلاح اور ادُوم کا دارالسلطنت ایک طاقتور شہر تھا اور دُنیا کے عجائبات میں سے ایک تھا۔ مُلک کی امیری کا دارو مدار زبردست تجارت، بڑے نفع بخش لین دین پر منحصر تھا۔ مشرق اور جنوب سے قافلے آکر "پیڑا" میں رُکتے تھے جو تجارت کا مشترکہ مرکز تھا اور یہاں سے پھر شام فلسطین اور مصر کے ساتھ تجارت ہوتی تھی۔ ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے زمانے میں ادُوم خوشحال تھا۔ اور اُس وقت یہ نبوّت ابھی

پوری نہیں ہوئی تھی۔ اگر کسی پیشین گوئی کی تکمیل مشکوک ہوتی تو وہ پیشین گوئی کبھی بھی نہ کی جاتی۔ جب یہ نبوّت ضبط تحریر میں آئی تو اس کے بعد بھی عرصہ دراز تک ادوم مضبوط اور کثیر آبادی رکھنے والا شہر تھا۔ برباد شدہ گاؤں اور شہروں کی تعداد ہمیں بتاتی ہے کہ اس ملک کی آبادی بہت گنجان تھی اور صحیفوں کی معزولی کے کافی عرصہ بعد تک "پیٹرا" اور ادوم آباد اور خوشحال رہے۔ مگر ۶۳۶ بعد از مسیح میں مسلمانوں نے شام کے ساتھ اسے بھی فتح کر لیا۔

سٹریبو بیان کرتا ہے کہ البتیا کے تجارتی رستے پر "پیٹرا" آخری مقام تھا۔ یہ عربوں کے گرم مصالحوں اور لوبان کی تجارت کی منڈی تھی۔ اور یہی حالت ادوم کی تھی۔ نہ صرف یسعیاہ نبی کے زمانے میں بلکہ سنہ عیسوی کے ابتدائی سالوں میں بھی کلام مقدّس کی صداقت اور صحت کی جیسی ہیبتناک گواہی اس ملک میں ملتی ہے۔ اور کسی ملک میں نہیں ملتی۔ اس کی ویرانی نہایت خوفناک ہے۔

والنی (VOLNEY) پہلا شخص تھا۔ جس نے دوسرے لوگوں کی توجہ اس ملک کی طرف مبذول کرائی وہ عربوں سے اطلاعات فراہم کرکے انہیں قلمبند کرتا جاتا تھا۔ اس نے لکھا ہے کہ تین دن کے سفر میں اس نے تیس سے زیادہ تباہ و برباد اور بالکل غیر آباد گاؤں دیکھے ہیں۔ کوئی شخص دو ہزار برس سے بھی بہت پیشتر یہ نبوّت نہ کر سکتا تھا کہ پانچ ہمسایہ ممالک صدیوں ویران اور غیر آباد رہ کر نئی زندگی اور نئی طاقت کے ساتھ خواب ہستی سے بیدار ہونگے۔ لیکن صرف ایک ملک اپنی ماضی کی عظمت اور شان و شوکت کے کھنڈرات میں خاموش سر بہ بڑا رہے گا۔ حتیٰ کہ بھلا دیا جائے گا۔ لیکن صرف علیم و بصیر خدا ہی جو ابتدا ہی سے انتہا کو دیکھ لیتا ہے ان تمام واقعات کے متعلق ایسی صحت اور درستی کے ساتھ پیشین گوئی کر سکتا تھا۔

(۱۱)

نبوّت کے مطابق سنہری دروازہ کس طرح

بند کیا گیا؟

نبوّت:۔ "اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ یہ پھاٹک بند رہے گا۔ اور کھولا نہ جائے گا۔ اور کوئی انسان اس سے داخل نہ ہوگا۔ چونکہ خداوند اسرائیل کا خدا اُس سے داخل ہُوا ہے، اس لئے یہ بند رہے گا۔"

حزقی ایل ۴۴: ۲

تکمیل:۔ ایک شخص نے جو ۳۵ سال سے زیادہ عرصہ تک فلسطین میں رہ چکا ہے۔ مجھے بتایا کہ "سنہری دروازے کے متعلّق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وُہی دروازہ ہے جس میں سے خُداوند یسُوع مسیح مصلُوب ہونے سے چند دن پہلے فاتحانہ انداز سے یروشلم میں داخل ہُوا تھا۔ اس دروازے کی بنیادیں وُہی ہیں جو خُداوند یسُوع مسیح کے زمانے میں تھیں۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ موجُودہ بڑی عمارت ساتویں صدی میں تعمیر ہوئی تھی۔ ۱۵۴۳ء میں سلطان سلیمان نے جو عالی شان کے لقب سے ملقّب ہے، یروشلم کو بہتر بنانے کا کام شروع کیا۔ شہر کی دیوار سنہری دروازے اور تھوڑے سے جنوب مشرقی حصّے کے علاوہ باقی تمام منہدم ہو چکی ہے۔ چنانچہ اُس نے اسے دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ جو سڑک پہلے قدرون کی وادی سے اس دروازے تک آتی تھی وُہ اب استعمال نہیں ہوتی تھی۔ اور جہاں اسوقت سینٹ سٹیفن کا دروازہ ہے

لوگ وہاں سے شہر کے اندر داخل ہوتے تھے۔ چونکہ اب سنہری دروازے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی، اس کی دونوں گذر گاہوں کو دیوار سے بند کر دیا گیا تھا، اور یہ اُس وقت سے ایسے ہی ہے۔ جنہوں نے اسے بند کیا تھا اُنہیں مطلق خیال نہیں تھا کہ وہ ایک نبوّت کی تکمیل کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے تو اسے محض اس خیال سے بند کر دیا تھا، کہ جو سڑک اس دروازے تک آتی تھی اُسے لوگ شہر میں آنے جانے کے لیئے اب استعمال نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک بڑی اچھی اور دلچسپ مثال اس امر کی ہے کہ لوگ بعض اوقات اپنے اعمال سے بے خبر ہو کر قدیم نبوّتوں کی تکمیل میں کس طرح مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

دُوسری قابل غور اور اہم بات یہ ہے کہ اس دروازے میں سے سڑک یروشلم کے کسی پُر رونق اور بھیڑ بھاڑ والے بازار کو نہیں جاتی بلکہ براہِ راست اُس علاقے کو جاتی ہے، جہاں کسی وقت سلیمان بادشاہ نے ہیکل تعمیر کی تھی۔ اور بعد ازاں یہودیوں نے بھی اسیری سے واپس آکر اُسی جگہ ہیکل تعمیر کی تھی اور اس کے بعد ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے زمانہ میں ہیرودیس بادشاہ نے بھی اسی مقام پر ہیکل تعمیر کی تھی۔

چنانچہ ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں، کہ حزقی ایل نبی کی یہ نبوّت حرف بحرف پُوری ہو چکی ہے۔ شہزادہ خداوند یسُوع مسیح اس دروازے سے دو ہزار سال گذرے داخل ہُوا تھا۔ اور اب تقریباً چار سَو سال سے یہ بند ہے۔ یہ بات بالکل ویسے ہی ہوئی ہے جیسے کہ نبی نے پچیس صدیاں پیشتر نبوّت کی تھی۔

---

(۱۲)

قدیم یروشلم کا کھیت کی طرح جوتا جانا

نبوّت:۔ "اِس لئے صیّون تمہارے ہی سبب سے کھیت کی طرح جوتا جائے گا ....." میکاہ ۳/۱۲

تکمیل:۔ بہت سے قدیم شہروں کی طرح یروشلم کا بھی بہت دفعہ محاصرہ کیا گیا ہے۔ اور دُنیا میں یہ سب سے زیادہ عظیم شہر ایک دفعہ تباہ بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کی دیواریں بھی ٹوٹ چکی ہیں ۲۔ سلاطین ۲۵ : ۱۰ میں مرقوم ہے کہ "کسدیوں کے سارے لشکر نے جو جلو داروں کے سردار کے ہمراہ تھا، یروشلم کی فصیل کو چاروں طرف سے گرا دیا۔ پھر ۷۰ء بعداز مسیح میں رُومی سپاہ نے اِسے ویران اور برباد کر دیا اور چند ایک برجوں کے علاوہ اُنہوں نے تمام دیواریں گرا دیں۔

چنانچہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال تک یہ شہر یہودیوں، مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان وجۂ فساد بنا رہا ہے۔ یہ کئی دفعہ فتح ہُوا اور اس کی عمارات منہدم کر دی گئیں۔ اور ۱۵۴۲ء میں سلطان سلیمان نے یروشلم کی موجودہ دیواریں تعمیر کیں۔ دیواریں تعمیر کرتے وقت سلطان کے معماروں نے صیّون۔ داؤد کا شہر دیوار کے باہر چھوڑ دیا۔ اس طرح ایک عجیب مگر الٰہی طریقے سے داؤد کا شہر صیّون جو کسی وقت یروشلم کا بہت مشہور حصّہ تھا۔ شہر کی موجودہ دیواروں سے باہر ہی رہ گیا۔ اور دوسری عجیب اور نمایاں بات یہ ہے کہ یہ تمام کا تمام تعمیر نہیں کیا گیا۔ بلکہ

اس کا بہت سا حصّہ جوتے ہُوئے کھیتوں پر مشتمل ہے۔ جو موجودہ شہر کی فصیل کے باہر ہیں۔

ڈاکٹر ولیم ٹامسن اپنی تصنیف "فلسطین اور بائبل" میں لکھتا ہے۔ کہ کوہ صیہّون اب زیادہ تر ایک خشک میدان ہے اور داؤد کے مقبرے سے اگلی طرف میں کئی بار پکّی ہوئی فصلوں کے درمیان گھُومتا رہا ہوں۔ یہ یروشلم کا ہی حصّہ ہے۔ جس پر پہلے بھی ہل چلایا جاتا تھا، اور اب بھی"!

اس طرح میکاہ نبی کی ڈھائی ہزار سالہ پُرانی نبوّت آج ہمارے زمانے میں ہماری نسل کے سامنے حرف بحرف پُوری ہو رہی ہے ✧

---

(۱۳)

یرمیاہ نبی کی نبوت کے مطابق یروشلم شہر کی موجودہ تعمیر

نبوت ا :۔ "دیکھ وہ دن آتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ یہ شہر حننی ایل کے برج سے کونے کے پھاٹک تک خداوند کے لئے تعمیر کیا جائے گا اور پھر جریب سیدھی کوہ جاریب پر سے ہوتی ہوئی جوعاتہ کو گھیرے گی۔ اور لاشوں اور راکھ کی تمام وادی اور سب کھیت قدرون کے پھاٹک تک اور گھوڑے پھاٹک کے کونے تک مشرق تک خداوند کے لئے مقدس ہوں گے۔ پھر وہ ہمیشہ تک نہ کبھی اکھاڑا نہ گرایا جائے گا۔" یرمیاہ ۳۱ : ۳۸ تا ۴۰

تکمیل :۔ مسٹر جی۔ اولف۔ میٹ سن نے اس نبوت کی تکمیل کا تمام احوال قلمبند کیا ہے۔ مسٹر میٹ سن تیس سال سے زیادہ تک یروشلم میں رہ چکا ہے۔ وہ "رہنما امریکن کالونی فلسطین" کا مصنف ہے اور اس نے بچشم خود اس نبوت کو بتدریج پورا ہوتے دیکھا ہے۔

متعدد بار تباہ و برباد ہونے والے یروشلم شہر کے متعلق یرمیاہ نبی کی نبوتوں میں سے جیسی واضح اور مشرح یہ نبوت ہے ایسی اور بائبل مقدس میں بہت مشکل سے ہی ملیں گی۔ ان تمام لوگوں کے لئے جو نبوتوں اور پیشین گوئیوں کی تکمیل میں دلچسپی لیتے ہیں یہ نبوت بہت اہم ہے۔ کیونکہ اسکی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جن کی مدد سے ہم اس کی تکمیل کو بڑی آسانی سے جانچ سکتے ہیں۔ اور اس شہر سے متعلق اس نبوت کی تفصیل کو اس طرح پرکھ سکتے ہیں، جس طرح ایک معمار شاقول سے دیوار

کی سیدھ کو دیکھتا ہے۔ یرمیاہ نبی اس نبوت میں گول مول الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ جس سے یہ شک گذرے کہ یہ نبوّت فلسطین کے کسی اور شہر سے متعلق ہے۔ بلکہ وہ اس شہر کے امتیازی نشانات پیش کرتا ہے۔ اور امتیازی نشانات ایسے مستند کہ یہ آج سے ۲۵ صدیاں پیشتر موسیٰ نبی کے زمانے سے چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ اب کچھ کچھ نشانات مٹتے جا رہے ہیں لیکن اس سے بھی نبوّت کی تکمیل ہی ہوتی ہے۔ مثلاً راکھ کی وادی کو موجودہ یروشلم کی تعمیر میں تعمیری کاموں کے لئے استعمال کرنا۔ یرمیاہ نبی کے کئی سال بعد زکریاہ نبی بھی خصوصی طور پر اس نبوّت کی تصدیق کرتا ہے۔ یروشلم کی سزا اور بربادی کے بعد اس کی از سر نو تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتا ہے .... "یروشلم بلند ہوگا۔ اور بنیا مین کے پھاٹک سے پہلے پھاٹک کے مقام یعنی کونے کے پھاٹک تک اور حننی ایل کے برج سے بادشاہ کے انگوری حوضوں تک اپنے مقام پر آباد ہوگا"۔

ہمارا یہ موخرالذکر نکتہ ہمارے مضمون سے متعلق ہے کیونکہ اگرچہ یرمیاہ نبی انگوری حوضوں کا ذکر نہیں کرتا۔ لیکن حقیقتاً یہ اسی قطار میں ہیں جن کا پہلے انبیاء نے بھی ذکر کیا ہے اور اس طرح ہمیں جانچ کے لئے ایک اور نشان مل جاتا ہے۔

ہم تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ہم یرمیاہ نبی کے ہمراہ اُس زمین پر جارہے ہیں جس پر یرمیاہ نبی نے نبوّت کی تھی کہ یروشلم شہر تعمیر کیا جائیگا۔ اور اُن قارئین کی سہولت کے لئے جو پرانے اور موجودہ یروشلم کے محل وقوع سے بخوبی واقف نہیں ہیں۔ ہم پرانے ناموں کی بجائے موجودہ نام استعمال کریں گے۔ لیکن سب سے پیشتر ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ یرمیاہ نبی کا یروشلم موجودہ یروشلم سے دور جنوب میں واقع تھا۔ اور یہ کوہ صیون اور کوہِ ادفل OPHEL

کی ڈھلانوں کو ڈھانکے ہوئے تھا، اور سلوم کے تالاب تک تھا۔ اور مخالف سمت میں یہ موجودہ شہر کی موجودہ شمالی دیواروں تک بھی نہیں پہنچتا تھا۔ کیونکہ اپنی ساری تاریخ میں یہ شہر شمال کی جانب ہی بڑھتا رہا ہے۔

نبوّت کا راہنما کہتا ہے " دیکھ وہ دن آتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے کہ یہ شہر حننِ ایل کے برج سے کونے کے پھاٹک تک خداوند کے لئے تعمیر کیا جائیگا"۔ ہم اب مسجدِ عمرؓ کے شمال جنوبی کونے میں ہیں۔ جہاں بڑی بڑی عمارات ہیں جو زیادہ عرصہ نہیں گذرا ترکی فوجیوں کی بارکیں تھیں۔ اور جہاں پہلے رومیوں کا انٹونیو کا قلعہ تھا۔ یہیں پہلے یرمیاہ نبی کے زمانے میں حننِ ایل کا برج تھا (بہت مستند اُستاد ان ناموں کو درست تسلیم کرتے ہیں)

ہمارا رہنما اب ہمیں مغربی سمت کی طرف موجودہ ڈولوروزا (DOLOROSA) کی راہ سے ٹائیروپین (TYROPOEN VALLEY) کی وادی میں لے جاتا ہے۔ پھر بڑی سڑک کو عبور کر کے جو شہر کو شمالی اور جنوبی حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ہم کونے کے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہیں۔ تھوڑی دور جنوب مغرب کی طرف جاکر اور اُس میدان میں سے گذر کر (یا عبور کر کے) جس میں آج کل ہولی سیپلکر کا گرجا ہے۔ ہم اُس مقام پر پہنچتے ہیں۔ جہاں آج کل مغربی دیوار میں جافہ گیٹ ہے۔ نبی اپنا بیان جاری رکھتا ہے۔ " اور پھر جریب سیدھی کوہِ جاریب پر سے ہوتی ہوئی جوعاتہ کو گھیرے گی"۔ اب تک ہم شہر کی چار دیواری کے اندر اندر ایسے خطّے پر چلتے رہے ہیں جو موجودہ نسل سے پیشتر اور یرمیاہ نبی کے زمانہ کے کئی صدیوں بعد اسی شکل میں تعمیر کیا گیا تھا۔ موجودہ نسل کے لوگ ان نبوّتوں میں عام طور پر زیادہ دلچسپی لیتے ہیں جو شہر کی دیواروں کے باہر پوری ہوئی ہیں اور جنہیں وہ ان کی تکمیل میں وہ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ حالانکہ شہر کی دیواروں کے اندر جس حد تک یہ پیشین گوئی

ہو چکی ہے۔ وُہ بھی باقیماندہ حصّوں کی طرح بالکل یقینی اور قطعی ہے۔

لفظِ "جریب" یعنی پیمائشی لائن۔ اس کثیر التعداد دیواروں والے علاقے کے لئے بالکل صحیح استعمال ہُوا ہے، کیونکہ اس علاقے کی تعمیر کے لئے اس کی پیمائش کی گئی تھی۔ اور یہ ایک نمایاں حقیقت ہے کہ جن لوگوں کے پاس یہ علاقہ فروخت کیا گیا اور جنہوں نے اسے تعمیر کیا اُن میں زیادہ تر یہودی ہی تھے۔

"غرب کا پہاڑ" کی وضاحت اُس اونچے علاقے سے اچھی طرح ہوتی ہے جس کے ایک حصّے پہ رُوسی احاطہ تعمیر ہے اور جو پُرانے شہر کے شمال مغرب کی جانب ہے (عبرانی میں لفظ غرب مغرب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے)

شہر کی نئی آبادی کونے کے پھاٹک سے لیکر کوہِ غرب تک کے علاقے کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی ہے جو آج سے پچاس سال پیشتر شہر کی اندرونی حدود سے تجاوز کر گئی تھی۔ اور یہ حقیقی معنوں میں کوہِ غرب تک جا پہنچی ہے۔ اور پھر چکّر لگا کر کوہِ گوآتھ کو چلی گئی ہے۔ چنانچہ ہم ایک خمدار لکیر کے دائیں طرف ہوتے ہُوئے شمال مغربی سمت میں آگے بڑھتے جاتے ہیں اور اُس مشہور جگہ پہ پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں اب جرمن دستکاری کا اسکول واقع ہے جسے سکینلرز کا یتیم خانہ (SCHENLERS) کہتے ہیں۔ نبوّت میں اس مقام کو کوہِ جاریب کہا گیا ہے۔ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ یہ یروشلم کی بستیوں کی شمال مغربی حد تھی۔ نبوّت کی روشنی میں یہ بات قابل غور ہے کہ اس لکیر کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ عمارات تعمیر کی جا چکی ہیں اور قارئین یروشلم کے نقشے کو دیکھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ شہر پناہ کے باہر کیسے قدرتی طور پہ بڑی شاہراہ یعنی جافہ روڈ۔ اِن عمارات کے متوازی جاتی ہے۔ اس سڑک (جافہ روڈ) کے دونوں جانب یہودی بستیاں اس سڑک کے کنارے بڑھتی بڑھتی دُور مغرب میں ایک ایسے مقام تک پہنچ چکی

ہیں جو کوہِ غریب کے جنوب میں ہے اور جو بہت عرصے تک اسی سمت میں آخری حد کے قریب تھا۔ لیکن نبوّت کی صداقت کے مطابق عمارات کی یہ قطار شمال کی جانب سے کوہِ غریب کی جانب بڑھنا شروع ہوئی تھی۔

عمارات کی جن قطاروں کا اب تک ذکر ہوا ہے اُن میں آہستہ آہستہ ایک بستی کی شکل پیدا ہو رہی ہے۔

اب آگے چلیے ـــ "اور لاشوں اور راکھ کی تمام وادی" ـــ اب ہم شمال مشرق کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ لاشوں کی وادی موجودہ شہر کے شمال مغرب میں ہے۔ اور وہاں حکومت نے جنوب کی جانب پودوں کی ایک نرسری لگا رکھی ہے۔ اس وادی میں پرانی چٹانوں کو کاٹ کر کثرت سے قبریں بنائی ہوئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام لاشوں کی وادی پڑ گیا ہے۔

اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر دوسری نبوّت یعنی زکریاہ نبی کی نبوّت پہلی نبوّت کی تصدیق کرتی ہے۔ "حننی ایل کے بُرج سے بادشاہ کے انگوری حوضوں تک"۔ اِن انگوری حوضوں کا نام ایک بڑے حوض کی وجہ سے پڑ گیا ہے جو ایک چٹان کو کاٹ کر بڑی محنت سے تیار کیا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک اور حوض بنا ہوا ہے، جس میں انگوروں کے چھلکے وغیرہ اکٹھے کرتے تھے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ یہ حوض حزقیاہ بادشاہ نے تیار کروائے تھے۔ اب ہم اگر لاشوں کی وادی کو عبور کر کے شمال کی سمت بڑھتے جائیں تو اِن حوضوں تک پہنچنے میں صرف چند منٹ لگیں گے۔ اور گذشتہ پانچ سال کے عرصے میں یہاں یمنی یہودیوں کی ایک بڑھتی ہوئی نئی بستی آباد ہو چکی ہے۔ ہم یرمیاہ نبی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے تھوڑا سا چکر کاٹ کر شمال کی جانب بڑھتے ہیں جہاں راکھ کی وادی ہے اور پھر وہاں سے جنوب مشرق کی طرف گھوم کر گوآتھ پہاڑی کے دامن میں پہنچ جاتے ہیں۔ پندرہ سال پہلے جب یہ راکھ یہاں سے

ہٹائی نہیں گئی تھی موجودہ یروشلم میں یہ عام نشان تھا یہ راکھ اُس جگہ تھی جہاں قدیم نادر اشیاء کا عجائب خانہ ہے اور جہاں سڑکیں آپس میں ملتی ہیں۔ کوئی پچاس سال کے قریب گزرے ہیں کہ یہ راکھ پختہ ہو کر ایک پہاڑی بن گئی تھی، جو تقریباً پانچ سو فٹ چوڑی تھی۔ اور بعض جگہ اُس کی اونچائی پانچ سو فٹ کے قریب تھی۔ یروشلم کے آرڈیننس سروے کے نقشے پر یہ نشان زدہ ہے۔ اور بڑی آسانی سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ اس بات کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ راکھ دراصل پرانے زمانے کی وہ راکھ اور کوڑا کرکٹ ہے جو ہیکل میں قربانیاں چڑھانے کے بعد بچ جاتا تھا۔ اور اس بات کی تصدیق کے لئے جب اس کا تجزیہ کیا گیا تو اس پہاڑی کی تہ میں جلی ہوئی لکڑیاں ہڈیاں اور دیگر حیوانی اعضا پائے گئے۔ جس سے اس کے آغاز کا بخوبی ثبوت مہیا ہو گیا۔ جب یہ دیکھا گیا کہ اس راکھ سے عمارتیں بنانے کے لئے بہت عمدہ گارا بنتا ہے۔ تو آخرکار یہ سب یہاں سے اٹھائی گئی۔ گذشتہ تیس سالوں سے اس کی تھوڑی تھوڑی مقدار گدھوں پر لاد کر اُن علاقوں میں لے جاتے رہے ہیں۔ جہاں تعمیری کام شروع تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اُس کے نشانات بہت کم ملتے ہیں یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ اس راکھ کے یہاں سے اُٹھائے جانے سے پیشتر ہی اس کی اصلیت کا علم ہو چکا تھا۔ ورنہ یرمیاہ نبی کے اس "راکھ" کے بیان سے ہم ہمیشہ غلط فہمی میں مُبتلا رہتے۔ عرصہ دراز تک عمارات کا سلسلہ اس راکھ سے آگے نہ بڑھ سکا۔

لیکن اب تو وہ اس سے کہیں آگے ہے۔ اور "سب کھیت قدرون کے نالے تک" یہ فقرہ بہت قابل غور ہے کیونکہ قدرون کا نالہ جسے آج کل قدرون کی وادی کہتے ہیں۔ یروشلم کے مشرق اور شمال مشرق کی جانب بہت دُور تک بہتا ہے۔ اور اب اگر ہم کوہ زیتون کو جانے والی سڑک کے ابتدائی حصے پر چلنا شروع کریں۔ تو ہم قدرون کے نالے تک تمام کھیتوں پر نئے تعمیر شدہ مکانات دیکھ سکتے ہیں۔

اب ہمارا رہنما آج شام کی اس چہل قدمی کے اختتام پر پہنچنے والا ہے۔ ہم اُس کے پیچھے پیچھے "کھیتوں" میں سے ہوتے ہوئے اور کسی حد تک جنوب کی طرف چلتے ہوئے گھوڑے پھاٹک کے کونے تک مشرق کی طرف جا نکلتے ہیں۔ ہم اب شہر کی موجودہ مشرقی دیوار کے سامنے پہنچ گئے ہیں۔ یہی پرانے گھوڑے پھاٹک کا اصل مقام ہے اب اگرچہ بہت عرصے سے یہ "گھوڑا پھاٹک" نہیں ہے۔ لیکن وُہ موجودہ سنہری پھاٹک سے جو اب بند کیا جا چکا ہے زیادہ دُور نہیں تھا۔

اب اگر ہم اُس علاقے پر ایک نظر دوڑائیں جس کے گرداگرد وُہ راستہ ہے جس پر ہمارا رہنما چل رہا تھا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ گذشتہ چند سالوں میں اُس علاقے کا بیشتر حصّہ کیسی مضبُوطی سے تعمیر ہو چکا ہے۔ (تقریباً گذشتہ پچاس سالوں میں) اس کے علاوہ یہ بات نہیں کہ یہ علاقہ جس کے متعلق یہ پیشین گوئی ہوئی تھی۔ گذشتہ نصف صدی میں بے ہنگم سے طریقے پر تعمیر ہو کر آباد ہو چکا ہے بلکہ عمارات نبوّت میں مقرر کردہ لائن کے عین مطابق بنائی گئی ہیں یعنی پہلے اُس لائن پر بنیں جو نبوّت کے ابتدائی حصّے میں مذکور ہے اور بعدہٗ اُس لائن کے مطابق جو آخری حصّے میں مذکور ہے۔

لیکن ہم اس سے یہ نتیجہ ہرگز اخذ نہیں کر سکتے کہ یروشلم کی ترقی سے متعلق یہ آخری نبوّت ہے دیگر نبوّتیں بھی ہیں جو نہایت وضاحت کے ساتھ اس شہر کے جنوب کی طرف بڑھنے اور ترقی کرنے کے متعلق ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح شمال کی سمّت میں ترقی کی ابتدا ہوئی اور گذشتہ بیس سالوں میں یہ نبوّتیں نہایت سُرعت سے پُوری ہوئی ہیں۔

اختتام پر یرمیاہ نبی بتاتا ہے یہ نیا شہر "خداوند کے لئے مُقدّس ہوگا پھر وُہ ہمیشہ تک نہ کبھی اُکھاڑا نہ گرایا جائے گا۔"

یہ سوال پوچھنا کہ اس نبوّت کا آخری حصّہ "یہ خداوند کے لئے مقدّس ہوگا" کیسے پُورا ہوگا۔ اور یہ کب تک حقیقت بن جائے گا، بہت آسان ہے۔ لیکن موجودہ ملکی اور نسلی اختلافات اور جدوجہد کے باعث اس کا جواب بہت مشکل ہے۔ کیونکہ موزوں وقت پر یقیناً ایسا ہوگا جیسا کہ نبوّت کا پیشتر مقدّم حصّہ پُورا ہو چکا ہے۔ اور جب یہ باقی ماندہ حصّہ پورا ہوگا تو یہ ویسے ہی قدرتی طریقے پر ہوگا، جیسے کہ پہلا حصّہ ہو چُکا ہے۔

تاہم ہمیں اس بات کا ثواب بہت اچھی طرح یقین ہے کہ وہ یروشلم شہر جس کا بیشمار دفعہ محاصرہ کیا گیا اور جو بے شمار دفعہ برباد ہُوا "پھر وہ ہمیشہ تک نہ کبھی اکھاڑا نہ گرایا جائے گا۔"

خدا کا زندہ اور غیر فانی کلام

تمام زمانوں کا حیرت انگیز واقعہ

نبوّت: "آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔"
متی ۲۴ : ۳۵

"اسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے ہو گا۔ وہ بے انجام میرے پاس واپس نہ آئے گا۔ بلکہ جو کچھ میری خواہش ہو گی وہ اُسے پورا کرے گا۔ اور اُس کام میں جس کے لئے مَیں نے اُسے بھیجا مؤثر ہو گا"۔ یسعیاہ ۵۵ : ۱۱

"کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی تخم سے خدا کے کلام کے وسیلے سے جو زندہ اور قائم ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو"۔ ۱ پطرس ۱ : ۲۳

جب سر والٹر سکاٹ بستر مرگ پر پڑا تھا۔ تو اُس نے اپنے داماد سے کہا کہ وہ "کتاب" میں سے کچھ پڑھے۔ لاک ہارٹ نے پوچھا کونسی کتاب؟ تو سر والٹر نے جواب دیا:۔

"کتاب صرف ایک ہے۔ یعنی بائبل مقدس"۔

بائبل مقدس دُنیا کے لئے باعث حیرت ہے۔ کسی دیگر کتاب پر جو تحریر کی گئی ہے ایسی اعتراضات کی شدید بوچھاڑ نہیں ہوئی، جیسی بائبل مقدس پر

ہوئی ہے۔ ہر زمانے میں ہر قسم کے لوگوں نے کوشش کی ہے کہ اس کی تحقیر کریں اس سے اختلاف کریں۔ اسے جھوٹا ثابت کریں۔ اور اسے تباہ کریں۔ کافر، ناستک۔ دہریے اور آزاد خیال لوگ نہایت غصے کی حالت میں ہم زبان ہو کر کہتے ہیں :-

" اسے ہمارے پاس سے دور کر دو " لیکن بائبل گذشتہ تمام صدیوں میں ان تمام اعتراضات سے مبرّا اور بے داغ ثابت ہوئی ہے۔ اور کئی لاکھ کی تعداد میں شائع ہو کر اس نے اپنے مخالفین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔

بائبل مقدس کو ہم جہان کا سندان کہہ سکتے ہیں اور موجودہ زمانے اور نسل کے اعتراضات ایسے ہیں جیسے چھوٹے بچے ہتھوڑا نما کھلونوں سے اس مضبوط سندان پر ہلکی ہلکی ضربیں لگاتے ہوں۔ جبکہ مقابلتہً گذشتہ زمانے میں اس پر حیرانی قوت اور استدلال سے زبردست اور مہلک ضربوں کی بوچھاڑ جاری رہی تھی۔

کینن ڈائیسن ہیگ (CANON DYSON HAGUE)

اپنی تصنیف بنام " عجوبہ کلام " میں ان چند شدید اعتراضات کا ذکر کرتا ہے۔ جو گذشتہ صدیوں میں کلام مقدس پر کئے گئے ہیں وہ لکھتا ہے " تمام جہان میں صرف یہی ایک کتاب ہے۔ جو ہر زمانہ کے لگاتار وحشیانہ ظلم و ستم کے باوجود محفوظ ہے۔ ہر صدی میں لوگوں کی انتہائی کوشش رہی ہے کہ اسے جلا کر دفن کر ڈالیں۔ بڑے بڑے گروہوں کو اسے نابود کرنے کی ترغیب دی گئی۔ دنیاوی بادشاہوں اور دشمنانِ کلیسیا نے کئی مرتبہ باہم مشورہ کیا کہ اسے ایسا تباہ و برباد کیا جائے کہ روئے زمین پر اس کا نام و نشان باقی نہ رہے ۳۰۳ء میں رومی شہنشاہ نے (DIOCLETIAN) اس پر ایسا خوفناک اور زبردست حملہ کیا جو پہلے کبھی کسی کتاب پر نہیں کیا گیا تھا۔ بائبل مقدس کی تقریباً تمام جلدیں برباد کر دی گئیں۔

بے شمار مسیحیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اور ایک تباہ شدہ بائیبل پر ایک کھڑا کر کے اُس پر یہ کتبہ لکھ دیا:۔ EXTINCTO NOMINE

CHRISTIANORUM

"یعنی مسیحی کی چراغِ زندگی بجھا دی گئی ہے" لیکن پھر بھی جس طرح طوفان کے بعد نوح کشتی میں سے باہر نکلا اور زمین کو اپنی اولاد سے بھر دیا۔ اسی طرح بائبل مقدس بھی کامیاب و کامران نکلی اور ۳۲۵ء میں کانسٹنٹائن (CONSTANTINE) نے پہلی جنرل کونسل میں اسے حق و صداقت کا بے خطا منصف تسلیم کر لیا لیکن گذشتہ ڈیڑھ سو برس میں اس پر سب سے زیادہ ظلم و ستم کا زمانہ رہا ہے۔ اور حیران کن بات یہ ہے کہ بائبل مقدس کے بدترین دشمن وہ لوگ تھے جو آزادئ خیال کے دعویدار تھے۔ اور بالنگ بروک (BOLING BROKE) ہیوم (HUME) اور والیٹر (VOLTAIRE) کو تو بائبل مقدس کے نابود ہو جانے کا یہاں تک یقین تھا کہ فرینچ مین نے یہ اعلان کر دیا کہ آج سے سو سال کے بعد بائبل دنیا سے بالکل ناپید ہو جائے گی۔ اور بائبل کی ایک جلد بھی بازار میں نہیں مل سکے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی عجائب خانے میں گذشتہ زمانے کے عجائبات میں سے ایک سمجھ کر رکھ دی گئی ہو۔ اس کے بعد جرمن علماء کے لشکر نے اس پر سب سے زیادہ شدید، تیز اور مہلک اعتراضات اور حملے کیے اور اُودم کے ڈگوں کی طرح بے تحاشا چلاّتے رہے۔ لیکن

"وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے۔ ہنسے گا۔
خداوند اُن کا مضحکہ اڑائے گا"۔ زبور ۲ : ۴

اور آج یہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہے، یہ قائم ہے اور قائم رہے گی۔ اور بیشک گذشتہ ایذا اور ظلم و ستم کے باوجود کلام مقدس کا راستہ آسان اور ہموار ہے۔

اور اس کی تعظیم کی جاتی ہے۔ چنانچہ اب یہ پہلے سے بھی زیادہ موثر ہے۔ اسکی نشرو اشاعت ا کروڑ بیس لاکھ جلدیں سالانہ ہیں۔ اس کا اثر ایسا ہے کہ پہلے کبھی نہ تھا۔ اس کی قوت بڑھ چکی ہے۔ اور اس کی زندگی کا تاج اور حسن زیادہ دلفریب ہو چکا ہے۔

ایک جادو بیان امریکن بشپ کہتا ہے۔ بائبل پر غور کریں "جس کی جوانی ابدی ہے۔ جس کی کھال بے داغ ہے۔ جس کے اعضاء تندرست ہیں۔ جس کی آواز میں کمزوری اور لکنت نہیں ہے۔ جس کے قدم مضبوط ہیں۔ جس کی بینائی بالکل درست ہے جسے کوئی دشمن آج تک چھو نہیں سکا۔ جسے کوئی گزند نہیں پہنچا سکا۔ اور جو آج تک محفوظ کلام مقدس ہے۔" جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو یقیناً ہم اپنے زمانے کے مغرور لوگوں کو موسیٰ نبی کے الفاظ میں چیلنج کر سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں ..."
تو اُن گذرے ایام کا حال جو تجھ سے پہلے ہو چکے پوچھ اور آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دریافت کر کہ اتنی بڑی واردات کی طرح کبھی کوئی بات ہوئی یا سننے میں بھی آئی؟"

استثنا ۴ : ۳۲

یہ حقیقت بھی بڑی دلچسپ ہے کہ گذشتہ کئی سالوں میں جو بے نظیر اور لاثانی کتابیں بائبل مقدس کی حمایت میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ایک جرمن پروفیسر کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ اس کتاب کا نام "بائبل خدا کا کلام" ہے اور بائبل مقدس پر کی گئی نکتہ چینی کی مصنف بہت تحقیر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے "یہ تمام نکتہ چینی صحیح راستے سے بہت دور ہے اور یہ حق کو کبھی دریافت نہیں کر سکے گی۔" وہ مزید لکھتا ہے۔ "یہ نکتہ چین خود مختاری سے کام لے کر اندھا دھند ایک بے سروپا سا دعویٰ گھڑ لیتے ہیں اور ان کی یہ کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ جاہل لوگوں کی مجلس میں اُن کی حکمت اور علمیت کا سکہ بیٹھ جائے۔

جرمن پروفیسر الیف بٹیکس (PROF. F. BATTAX) تنقید معنوی (HIGHER CRITICISM) کی تحقیر کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے " یہ ساری کی ساری تنقید سچائی کے راستے سے گمراہ ہو گئی ہے اور یہ کبھی بھی سچائی تک نہیں پہنچ سکتی " وہ کہتا ہے کہ " کلام مقدس کے نکتہ چین بے سوچے سمجھے من مانے دعوے کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ نامعلوم حالات میں سائنس کے اس تنقیدی علم سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف کریں "

پروفیسر بٹیکس کی کتاب چبھتے ہوئے فقرات سے بھری پڑی ہے۔ اس میں کتاب مقدس کے جلال اور حسن پر بلند پروازی کے الفاظ بھی قلمبند ہیں۔ وہ لکھتا ہے " یہ غیر تحریف شدہ اور غیر متبدل بائیبل مقدس صدیوں سے لوگوں کی تحسین و تحقیر سے بے نیاز ہے۔ یہ بڑی آزادی اور وقار کے ساتھ تاریخ انسانی میں سے گزرتی چلی جا رہی ہے۔ ایک ہی نگاہ اور حرف سے یہ قوموں کو تتر بتر کر دیتی ہے تاکہ ایک " دوجوڑا ہے " کے کاموں کا دیر تک مظاہرہ کرے۔ یہ فرشتوں کی مانند بلندیوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جہاں سے زمین پر ادھر ادھر گھومتی پھرتی قومیں یوں نظر آتی ہیں۔ جیسے کیڑے مکوڑوں کا جھنڈ۔ اقوام عالم ایک قطرے کی مانند ہیں جو پانی کے ایک ڈول میں پڑا ہے۔ ہزاروں علماء اور قابل انسان اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ اس کا مطالعہ اور تلاوت کرتے ہوئے کبھی اکتاتے نہیں بلکہ یہ ہر دفعہ عظمت، دولت اور گہرائی میں بڑھتی جاتی ہے "

بائیبل مقدس کی عظمت اور حسن ترتیب کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر بٹیکس مزید لکھتا ہے " ہم لوگ جن کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ اس کتاب کی عظیم یکسانیت، اور شاندار حسن ترتیب دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ اس میں ہر طرح کی کہانیاں اور حسن ترتیب رک رک کر خم دار راستوں پر آگے بڑھتی جاتی ہے لیکن اس کا

راستہ سیدھا سادہ ہے۔ یہ دائیں یا بائیں کسی طرف کو نہیں مڑتی اور الٰہی ہدایت سے براہِ راست منزلِ مقصود پر پہنچا دیتی ہے۔ اور ہم انتہا سے پھر ابتدا پر پہنچ جاتے ہیں۔ زندگی کے وہ درخت جن کے نیچے کبھی آدم اور حوا گھوما کرتے تھے ہمیشہ تک اُگتے رہتے ہیں۔ اس کے زندگی کے درخت نہ کبھی مرجھاتے ہیں، نہ سوکھتے ہیں۔ یہاں دریاؤں میں صاف اور شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ اور اب آدمی معصوم بچے کی طرح ننگی حالت میں باغ میں ہل نہیں چلاتا۔ بلکہ بادشاہ اور کاہن چمکیلی پوشاک پہنے ہوئے خداوند کے شہر میں عظیم الشان محلوں اور موتی جڑے ہوئے پھاٹکوں کے اندر یا باہر آتے جاتے ہیں۔ اس طرح کلام مقدس ایک عظیم الشان عمارت کی مانند ہے۔ یہ ایک ایسا صاف اور سادہ ہے کہ کم ترین عقل والا آدمی بھی اسے دیکھ کر ہی مسرور ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی تعمیر ایسے عجیب نمونے پر ہوئی ہے کہ بڑے سے بڑا عالم بھی اس کی تعریف کیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یہ سب کچھ بغیر کسی تصنع کے ایسی آزادی اور سادگی کے ساتھ قدرتی طور پر بیان کیا گیا کہ پڑھنے والے کو پہلی نظر میں تو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ کلام اللہ ایک چٹان کی طرح قائم رہیگا جب تک دُنیا قائم رہے گی۔" ایک نبی کی طرح پروفیسر بلیکس بائیبل مقدس کی صداقت اور صحت کے متعلق ناقابلِ تردید حقائق بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔" بائیبل مقدس سچی کتاب ہے بلکہ اس تمام جہان کے کذب و دروغ کے ماحول میں یہی ایک سچی چیز ہے باقی سب جھوٹ ہے۔ رہنمائے ادب انسان کی دماغی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے انسانی آزادی کے عوض عشق و تعشق کی آزادی اور خودکشی کو پیش کرتے ہیں۔ قانونی اور اخلاقی مجبوریوں سے آزاد عورتیں باآوازِ بلند نعرہ لگاتی ہیں۔ کہ ان کے پاس مزید تہذیب و تمدن ہے۔ وہ متکبرانہ انداز سے روح کی عظمت اور کردار کا ڈھول پیٹتی ہیں اور

پھر اپنے خاوند اور بچوں کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ فرار ہو جاتی ہیں۔ اور زناکاری اور روحانی غلاظت سے بھرے ہوئے افسانے لکھتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں سچائی کے برعکس جھوٹ ہیں۔ بغیر کسی رعایت، طرفداری اور رنگ آمیزی کے بائیبل مقدس کمال سچائی سے اس جھوٹ کا اور دُنیا کی خطاؤں کا پردہ فاش کرتی ہے۔"

پروفیسر بٹلیکس کا اعلان ہے کہ صرف بائبل مقدس ہی ہماری روحانی ضروریات کو پورا کر سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے "جتنے بلند اور عظیم الشان ارادے اور اعلیٰ نظریات ہمیں بائیبل مقدس میں ملتے ہیں۔ دیگر کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ یہ ارضی حسن، آسمانی پاکیزگی، غیر فانی مفروضات، مستقل جلال، حقیقی علم و عرفان، انسانی جدوجہد، بہادری کے کارنامے اور فتوحات پیش کرتی ہے۔

بائیبل کی نبوتیں جو پوری ہو چکی ہیں۔ وہ بلا شک و شبہ نہایت یقین سے بائبل مقدس کی عظیم قدرت اور اُس کے معجزانہ آغاز کو قطعی ثابت کرتی ہیں۔ صدیوں پیشتر واقعات کی نبوت کی گئی اور وقت مقررہ پر وہ کمال صحت کے ساتھ حرف بحرف پوری ہو گئی جبکہ یہ انسانی طاقت اور قدرت سے قطعاً بعید تھا کہ انسان کو اُن کا رتی بھر علم بھی پہلے ہوتا۔ کوئی دوسری کتاب بائبل مقدس کی مانند مستقبل کے واقعات کی پیشینگوئیاں کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی کینن ہیگ (CANON HAGUE) کہتا ہے کہ مجموعی طور پر پرانا عہد نامہ پیش خبری، پیش بینی، پیش گوئیاں اور اُمیدوں کی ایک کتاب ہے۔ اس کے ۳۹ صحیفوں میں انسانی قیاس سے بالاتر پیش خبریاں مندرج ہیں۔ موآب۔ اَدُوم۔ صیدا۔ صُور۔ مصر۔ اسور اور بابل کے متعلق اس کی نبوتیں ایسی عجیب و غریب طریق سے پوری ہوئی ہیں کہ اس کی تحقیر کرنے والوں کے منہ بند ہو گئے ہیں۔ اور منکرین کے دل تبدیل ہو گئے ہیں۔

لیکن بائیبل مقدس کی نبوت کی تکمیل نہ صرف متعدد پیش خبریوں سے متعلق بلکہ اس کا تعلق مستقبل کے ایک شخص سے بھی ہے، اور اُس شخص کے کام اور صفات کی تفصیل اور حقیقت نہایت وضاحت سے نبوت میں بیان کی گئی تھی۔

کینن ہیگ (CANON HAGUE) لکھتا ہے: " خداوند یسوع مسیح کی پیدائش اور زندگی سے صدیوں پیشتر اُس کی عظمت اور جلال اور دُکھوں کا پُرانے عہد نامے میں تفصیلاً ذکر درج تھا۔ صرف ہمارا خُداوند مسیح ہی ایسا شخص ہے کہ اُس کی پیدائش سے پہلے اُس کا نسب نامہ، وقت پیدائش جائے پیدائش، طریقہ پیدائش۔ بچپن جوانی پیش رو، تعلیم، سیرت۔ سادی طرزِ زندگی استقبال۔ انکار۔ موت۔ تدفین اور صعود کا ذکر نہایت عجیب پیرائے میں صدیوں پیشتر کیا جا چکا تھا۔ کسی شخص کی پیدائش سے پہلے کیا کوئی اُس کی تصویر بنا سکتا ہے؟ آج سے پانچ سو سال پیشتر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کوئی شیکسپیئر بھی پیدا ہوگا۔ یا دو سو سال پہلے کہ ایک نپولین پیدا ہوگا یا ڈیڑھ سو برس پہلے کہ ملکہ وکٹوریہ پیدا ہوگی۔ لیکن ہمارے پاس بائیبل مقدس میں ایک خاکہ ہے جو ایک آدم سے بہت مشابہ ہے اور جسے صرف ایک ہی مصوّر نے نہیں بنایا بلکہ بیس یا پچیس مصوّروں نے۔ اور جن آدمؑ کی وہ تصویر کھینچ رہے تھے اُسے اُن میں سے اُس وقت کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ موسیٰ نبی کے صحیفوں میں ہمیں ہلکی ہلکی لکیریں نظر آتی ہیں۔ جو اگرچہ خُداوند مسیح کی تمام زندگی و کام کی تکمیلی شرح ہیں۔ لیکن جُوں جُوں اس نبوت کی تکمیل کا وقت قریب آتا جاتا ہے یہ تصویر زیادہ صاف نمایاں اور مکمل ہوتی جاتی ہے۔

اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ بائیبل مقدس کی تلاوت کا بہترین طریقہ کونسا ہے تو کینن ہیگ فرماتے ہیں " جب تم کتاب مقدس کے قریب آؤ تو نہایت

تعظیم اور خوف کے ساتھ اور جب اُسے پڑھو تو نہایت عقیدت، توقیر اور احترام کے ساتھ اور نہایت پاکیزگی کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرو"۔ "اپنے پاؤں سے جُوتا اتار کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وُہ مقدّس زمین ہے"۔ (خُروج ۳ : ۵) اور ہرگز ہرگز اس کا مقابلہ کسی دُنیاوی کتاب سے نہ کرو۔ اس قسم کے مقابلے سخت خطرناک ہوتے ہیں۔ دُوسری کتابیں زمینی ہیں۔ یہ کتاب آسمانی ہے اور نہ ہی کبھی ایسی بات سوچو اور زبان سے کہو کہ اس میں خُداوند کا کلام پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ خود خُدا کا کلام ہے۔ زندہ خُدا کا زندہ کلام۔ اور یہ کبھی کہنا کہ بائیبل مقدّس میں خُدا کا کلام پایا جاتا ہے، بقول سپیفر گمراہ کن بات ہے۔ ہم آرچ بشپ۔ ٹرینچ۔ بشپ ورڈزورتھ اور دیگر ممبران کمیٹی "اصلاح ترجمہ" کے ساتھ کلی متفق ہیں۔ اور ۲۔ تیمُتھیُس ۳ : ۱۶ کے اس پُرانے ترجمے کو "ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے الہام سے ہے" پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس نئے ترجمے کو سکروینر (SCRIVENER) اور ڈین برگن (DEAN BURGON) ایسے علماء نے ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ وُہ اسے حقیقت سے دُور اور بالکل غلط اور گمراہ کُن سمجھتے ہیں۔ حتّیٰ کہ ٹرگلس (TREGELLES) ایسا نقّاد بھی اسے غلط سمجھتا ہے۔ قارئین کو یہ بات ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ بائیبل مقدّس کا الہام ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ اور کسی اصول یا قاعدے وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔ بائیبل مقدّس خُدا کا ایسا کلام ہے۔ جو لازوال اور غیر متغیر و مبدل ہے۔ اس میں منطقی دلائل نہیں ہیں بلکہ یہ فقط رُوح القدُس کا الہام ہے۔ یہ فی الحقیقت خُدا کا کلام ہے۔ نہیں اس سے بھی بڑھ کر یہ زندہ خُدا کا زندہ کلام ہے۔ جس کا آغاز معجزانہ ہے۔ جو ازلی اور ابدی ہے اور جس کی قدر و قیمت انسانی اندازے اور تصوّر سے بعید ہے۔ جس کی وسعت لامحدود ہے۔

جس کا اختیار اور قدرت الٰہی ہے۔ جسے اگرچہ انسانی ہاتھوں نے تحریر کیا لیکن بے انتہا قوت بخش ہے جو تغیر و تبدل سے ناواقف ہے اور جس کا افادہ عالمگیر ہے۔ جو ہر ایک کی ذات کے لئے سود مند ہے اور جو یونس رسول کے الفاظ میں مکمل الہام ہے۔"

اور پھر بائیبل مقدس کا الہام صرف عہد پارینہ کا الہام ہی نہیں ہے، کہ جیسے روح القدس نے انہیں ہدایت کی۔ قدیم مقدسین نے ویسے ہی کلام کیا بلکہ اب بھی مقدس تحریروں میں الہام موجود ہے۔ آج بھی ان الفاظ اور فقرات میں وہی معجزانہ قوت پنہاں ہے لیکن ہم اسے صرف اپنے ایمان کے وسیلے سے ہی دیکھ اور استعمال کر سکتے ہیں۔ کینن ہیگ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح خداوند کے ایک وعدے اور اس کے جلال نے اس کی روح کو متاثر کیا۔ وہ کہتا ہے "اگلے دن میں نے اپنی یہ پرانی اور عزیز بائیبل مقدس لی جو مجھے میری ماں نے دی تھی اور میں نے پیدائش کی کتاب میں ایک آیت دیکھی جس کے حاشیے پر ایک پرانی تاریخ درج تھی۔ میرے دماغ میں یکدم پہلے چند سال کا زمانہ گھوم گیا جب میں بہت تکلیف میں تھا۔ اور جب مجھے اپنی بیوی اور بچوں سے جدا ہو کر دور دراز ممالک میں علاج کی غرض سے جانا پڑا۔ میرا دل بہت غمگین تھا۔ اور ایک دن جیسے لوگ عموماً کہتے ہیں میں نے بھی بائیبل کو اتفاقیہ کھولا اور میری نظر یکدم پیدائش کی کتاب میں ۲۸: ۱۵ پر جا پڑی "اور دیکھ میں تیرے ساتھ ہوں اور ہر جگہ اور جہاں کہیں تو جائے تیری حفاظت کروں گا۔ اور تجھ کو اس ملک میں پھر لاؤں گا۔" اور یہ آیت پڑھنے سے میری روح کو جو تسکین حاصل ہوئی اسے بھلا میں کبھی بھول سکوں گا۔ اس دنیا کے تمام مفسر اور نقاد مجھے اس بات پر قائل نہیں کر سکتے کہ یہ

مشرق کی یا بابل کی کوئی روائتی حکایت یا افسانہ تھا - نہیں ہرگز نہیں - یہ میری رُوح کے لئے ایک پیغام تھا جو مجھ تک براہِ راست اُوپر سے پہنچایا تھا - یہ میری رُوح کے اندر اس طرح داخل ہُوا، جیسے آسمان سے ایک آواز تھی - اُس نے مجھے بلند کر دیا اور کوئی شخص میرے اس فیصلے کو متزلزل نہیں کر سکتا - کیونکہ یہ میری ذات کے لئے خُداوند کا اپنا پیغام تھا ۔"

"بائیبل کو پڑھو اور اسے روزانہ پڑھو -
چاہے کچھ بھی ہو تم بائیبل کو ضرور پڑھو -
بائیبل کو پڑھو اور اسے روزانہ پڑھو -
اور کچھ پرواہ نہ کرو کہ معترضین کیا کہتے ہیں ۔"

کالج کے ایک طالب علم کا چیلنج اور اُس کی گواہی ملاحظہ فرمائیے وہ کہتا ہے "کہ نئے عہد نامے کو محض ایک دفعہ پڑھ لینا ہی سب سے اہم چیز تھی - جو مجھے خُداوند یسُوع مسیح کے پاس لے آئی - بائیبل مقدّس نے اپنی لازم اور واجب قدر و قیمت ثابت کر دی - اگرچہ مَیں اسے مکمل طور پر تو نہیں سمجھتا تھا - تاہم اس نے مجھے ایک نئی اُمید دی - میری زندگی کو یکسر بدل ڈالا - اور مَیں جان گیا کہ مَیں نے سچائی کو ڈھونڈ لیا ہے - مَیں نے معلوم کر لیا کہ مقدّس صحیفے "تجھے دانائی بخشتے ہیں - تاکہ تُو خُداوند یسُوع مسیح پر ایمان لا کر نجات حاصل کرے ۔"

عقلائے نے بائیبل مقدّس کی آزمائش دیانتداری سے نہیں کی ہے -
مَیں نے ارادہ کیا کہ مَیں اس کی آزمائش کروں گا - اور مَیں نے کی بھی -
مَیں نے اسے اپنے تجربے کی بنا پر آزمایا اور اس کی اصل قدر و قیمت اور مالیت

مجھ پر ظاہر ہوگئی۔ اور اب میرا یہ چیلنج ہے کہ جو کوئی بھی ایک دفعہ بائیبل کو پڑھ لے یا چند ایک بار صرف نیا عہدنامہ ہی پڑھ لے۔ نہایت دیانتداری سے بغیر کسی تعصب کے اور اس نظریے کے تحت کہ وہ نور کی تلاش کر رہا ہے۔ تو وہ یقیناً انجیل مقدس کی صداقت کا قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ خداوند کا کلام زندہ ہے اور دو دھاری تلوار سے بھی زیادہ تیز اور طاقتور ہے۔ ایک موجودہ کالج میں یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ رفتار زمانہ کے مطابق موجودہ بے دینی کی ایک ہی لہر میرے ان احمقانہ مذہبی عقائد کو بہالے جائے گی لیکن مجھے خداوند کے کلام پر مکمل بھروسہ تھا۔ اور اس نے مجھے ایسے ہر قسم کے اثر سے محفوظ رکھا ہے۔"

ڈاکٹر جیمس ایم گرے جو نصف صدی تک بڑے جوش کے ساتھ بائیبل مقدس کی تعلیم دیتا رہا ہے۔ ایک دفعہ مجھے بائیبل مقدس کے ایک وعدے کے متعلق لکھا۔ جس نے اُسے ایام جوانی میں متاثر کیا تھا۔ اُس نے خداوند کے کلام کی برکات کی شرح بھی لکھی ہے۔ وہ لکھتا ہے "سب سے پہلا وعدہ جس نے راقم کو جوانی میں متاثر کیا۔ وہ امثال ۳ : ۶ " اپنی سب راہوں میں اُس کو پہچان اور وہ تیری راہنمائی کرے گا۔" شروع شروع میں تو یہ کچھ غیر یقینی سا تھا۔ اور اس کا اصل مفہوم ان الفاظ سے ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس کے گرد اسی طرح گھومتا رہا جس طرح پہلی دفعہ بلی دودھ سے بھری ہوئی پلیٹ کے گرد گھومتی ہے۔ لیکن بتدریج اس نے اسے چکھنا شروع کر دیا اور اس کی آزمائش کی۔ تب سے اُس کا جسم دماغ اور رُوح ہمیشہ اُس سے نشوونما پاتے رہے ہیں۔ جسمانی صحت کا راز خداوند کے کلام کے علم اور پہچان میں ہے۔ صحیح ذہنی نشوونما۔ ترقی اور علم کا راز اسی میں پنہاں ہے۔ یہ مالی لحاظ سے ترقی کرنے کا

بھی ایک ذریعہ ہے اور یہ خانگی مسرت اور اعزاز کو بڑھاتا ہے۔"

بائیبل مقدس کے قابلِ یقین ہونے کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر گرے کہتا ہے

"میری خواہش ہے کہ میں آپ کو واضح کردوں اور مجھے یقین ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں ناقابلِ تردید ہے کہ بائیبل مقدس کی تاریخ میں اس کے قابلِ یقین ہونے پر اعتراض کرتے ہیں جتنی دشواری موجودہ زمانے میں پیش آتی ہے۔ گذشتہ زمانے میں اتنی دشواری کبھی بھی پیش نہ آئی۔ بائیبل مقدس کی تصدیق میں جتنی مضبوط شہادتیں اب ہمارے پاس ہیں وہ گذشتہ کسی بھی زمانے میں ہمارے پاس موجود نہ تھیں۔ اور میں یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی زندگی کے پچیس سال اسی بات کی تحقیق میں صرف کئے ہیں۔ لوگ بائیبل مقدس کے حسن و قبح پر جو کچھ کہتے ہیں، میں فضلِ ربی سے اُس کا مُقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اور جو کچھ میں نے پہلے کہا ہے اُس کے تحت میں پھر یہ دُہرا دینا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے پاس بائیبل مقدس کی صحت اور تصدیق میں پہلے سے کہیں زیادہ شہادتیں موجود ہیں اور پھر اس بات کی صداقت میں ہمارے پاس متفرق تکمیل شدہ نبوتوں کی فراہم شدہ شہادتیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ہمارے پاس آثار قدیمہ کی دریافت اور اُسکی شہادتیں بھی موجود ہیں۔ ترقیات کے سلسلے میں بائیبل مقدس میں مندرج ممالک میں آثار قدیمہ کی کُھدائی اور تعمیر نو کا کام بائیبل مقدس کے ہر ایک صحیفے بلکہ ہر ایک باب کی نوادر، نجی خصوصیات اور صفات کی نہایت عجیب اور حیران کُن پیرائے میں تصدیق کرتا ہے۔"

جنرل یولیس۔ ایس گرانٹ جب ریاستہائے متحدہ امریکہ کا پریذیڈنٹ تھا تو ایک دفعہ اُسے مُلک کے نوجوانوں کے نام پیغام دینے کو کہا گیا اُس نے جواب میں یہ لکھ کر بھیجدیا۔

بائیبل مقدّس کو اپنی آزادی کا لنگر جان کر اُسے مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اس کے احکام کو دل پر نقش کر لو۔ اور اپنی زندگی میں اُن پر عمل کرو"۔ تہذیب و تمدن کی صحیح ترقی کے لئے ہم کتاب مقدّس اور اُس کے اثرات کے قرضدار ہیں اور اپنے مستقبل کی رہنمائی کے لئے ہمیں اس پر نگاہ ڈالنا لازم ہے۔۔۔۔ راستبازی قوموں کو دانائی بخشتی ہے۔ پر گناہ قوموں کو رُسوا کرتا ہے۔ ڈینیل ویبسٹر کا قول ہے کہ ہمارے مُلک کی برکت کا باعث فقط بائیبل مقدّس ہے۔ اگر ہم اس کا انکار کر دیں تو ہمارا مُلک یکایک برباد ہو جائے۔ اُس نے کہا" اگر ہم بائیبل مقدّس کے آئین و قوانین پر عمل پیرا رہیں تو ہمارا مُلک ترقی کرتا جائے گا۔ لیکن اگر ہم اور ہماری اولاد اس کے آئین اور اس کی قوت سے غافل ہو جائیں۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب مصیبت اور بدبختی ہم پر چھا جائے اور ہماری تمام عظمت اور شان و شوکت عمیق گہرائی میں دفن ہو کر رہ جائیں"۔

پی - آر - ٹی - ایس پریس لاہور میں چھپ کر مسٹر وی - ایس کے فضل
سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی - انارکلی لاہور سے شائع ہوئی -

---

Printed at P.R.B.S. Press,
and Published by
Mr. V.S.K. Fazal, Secretary,
Punjab Religious Book Society,
Anarkali - Lahore.